08

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

26 شعبان تا 2 رمضان 1446ھ / 25 فروری تا 3 مارچ 2025ء

رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام

دن کا روزہ، رات کا قیام

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَـهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَـهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ ، وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس نے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اُس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!‘‘

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

ایک پھیکا قانون......

امیر سے ملاقات (35)

استقبالِ رمضان

ہفت روزہ ندائے ملت کا محترم شجاع الدین شیخ سے انٹرویو

غزہ پر قبضے کا امریکی منصوبہ

کیا جدید تعلیم واقعی خواتین کو بااختیار بنا رہی ہے؟

صالحین کے گروہ میں شامل ہونے کی شرائط اور اجر

سُورۃُ العَنکبوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:9

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدۡخِلَنَّہُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۹﴾

آیت 9: ﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدۡخِلَنَّہُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۹﴾﴾ ’’اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک اعمال کیے ہم اُنہیں لازماً داخل کریں گے صالحین میں۔‘‘

نیک اہل ایمان کو صالحین کے گروہ میں شامل کرنے کا یہ وعدہ دنیا کے لیے بھی ہے اور آخرت کے لیے بھی۔ آیت زیر نظر کا مفہوم یوں ہوگا کہ اے میرے جاں نثار بندو! اگر تم لوگ مجھ پر اور میرے رسول ﷺ پر ایمان لا کر اپنے والدین‘ بھائی بہنوں اور عزیز رشتہ داروں سے کٹ چکے ہو تو رنجیدہ مت ہونا۔ دوسری طرف ہم نے تمہارے لیے نبی رحمتؐ اور اہل ایمان کے گروہ کی صورت میں نئی محبتوں اور لازوال رفاقتوں کا بندوبست کر دیا ہے۔---- صالحین کے گروہ میں شمولیت کی اِس خوشخبری کا تعلق آخرت سے بھی ہے‘ جس کا تذکرہ سورۃ النساء کی آیت 69 میں ہے: ’’اور جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ کی اور اُس کے رسولؐ کی تو ایسے لوگوں کو معیت حاصل ہوگی اُن لوگوں کی جن پر اللہ کا انعام ہوا یعنی انبیاء کرام‘ صدیقین‘ شہداء اور صالحین۔ اور کیا ہی اچھے ہیں یہ لوگ رفاقت کے لیے!‘‘

درس حدیث

روزہ چھوڑنے کا نقصان

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ اَفۡطَرَ یَوۡمًا مِنۡ رَمَضَانَ مِنۡ غَیۡرِ رُخۡصَۃٍ وَلَا مَرَضٍ لَمۡ یَقۡضِ عَنۡہُ صَوۡمُ الدَّھۡرِ کُلِّہٖ وَاِنۡ صَامَہٗ)) (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری (جیسے کسی عذر) کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے وہ اگر اُس کی بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی۔‘‘

تشریح: حدیث کا مدعا اور مطلب یہ ہے کہ شرعی عذر اور رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ دانستہ چھوڑنے سے رمضان مبارک کی خاص برکتوں اور اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمتوں سے جو محرومی ہوتی ہے، عمر بھر نفل روزے رکھنے سے بھی اس محرومی اور خسران کی تلافی نہیں ہوسکتی، اگرچہ ایک روزے کی قانونی قضا ایک ہی دن کا روزہ ہے، لیکن اس سے وہ ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا جو روزہ چھوڑنے سے کھو گیا (اِلّا ماشاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور آخرت میں پکڑ کا معاملہ اس کے علاوہ ہے۔ پس جو لوگ بے پروائی کے ساتھ رمضان کے روزے چھوڑتے ہیں وہ سوچیں کہ اپنے آپ کو وہ کتنا نقصان پہنچاتے ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان ، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 شعبان تا 2 رمضان 1446ھ جلد 34
25 فروری تا 3 مارچ 2025ء شمارہ 08

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک پھیکا قانون......

سوشل اور ڈیجیٹل میڈیا نے اگرچہ اس صدی کی پہلی دہائی میں ہی سمارٹ فونز کے استعمال میں اضافے کے ساتھ باقاعدہ طور پر ایک عفریت کا روپ دھارنا شروع کر دیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس قدر سوشل و ڈیجیٹل میڈیا پلیٹ فارمز اور اُن پر موجود صارفین کی تعداد میں اضافہ گزشتہ ایک دہائی کے دوران دیکھنے میں آیا ہے، اس کی مثال جدید تاریخِ انسانی میں شاید ہی کوئی اور ملتی ہو۔ 1436ء میں پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے کتابوں کی طلب و رسد اور اشاعت کا بازار جس تیزی سے گرم ہوا تھا شاید وہ سوشل میڈیا کے "انقلاب" کی قریب ترین مثال ہو۔ تحقیق کرنے والے بعض غیر سرکاری اداروں کے مطابق جنوری 2025ء تک دنیا بھر میں سوشل میڈیا صارفین کی تعداد 5.42 ارب تک پہنچ چکی ہے۔ انہی تحقیقاتی رپورٹوں کے مطابق اس وقت دنیا کے 120 ممالک میں سوشل اور ڈیجیٹل میڈیا کے حوالے سے کسی نہ کسی صورت میں قوانین موجود ہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ ہر شے کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوتے ہیں۔ سوشل میڈیا بھی اس اصول سے مبرا نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں شراب اور جوئے کی حرمتِ قطعی کے حکم (سورۃ المائدہ:90،91) سے قبل سورۃ البقرہ کی آیت 219 میں ایسی اشیاء کے استعمال جن میں ایک قسم کے نشہ کی سی کیفیت پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہو، اس پر انسانیت کو اصولی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ گویا جس طرح شراب اور جوئے میں بھی احکام الٰہی کے مطابق کچھ منفعت ضرور ہے، لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی برائیوں کا نسبت تناسب بہت زیادہ ہے، لہٰذا قرآن ہی نے جوئے اور شراب کو مستقلاً حرامِ قطعی قرار دیا۔ یہاں ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ سوشل و ڈیجیٹل میڈیا کے استعمال کو جوئے اور شراب سے جوڑیں۔ بات اصول کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز اور صارفین میں جس تیزی سے اضافہ ہوا ہے، اُس سے اس کی برائی کے اَن گنت پہلو سامنے آئے ہیں۔

پلیٹ فارمز کی بات کریں تو سطح پر ہی فیس بک، انسٹاگرام، سنیپ چیٹ، X (سابق ٹویٹر) وغیرہ دکھائی دیتے ہیں اور ڈیجیٹل میڈیا میں یوٹیوب اور ٹک ٹاک کے نام دو سال کا شاید ہر بچہ جانتا ہے۔ پھر یہ کہ 2020ء سے ہونے والی مصنوعی ذہانت میں بے پناہ ترقی نے برائیوں کے مزید راستے کھول دیئے ہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ ٹیکنالوجی کی دنیا میں تاریخ کا دھارا جب ایک طرف چل پڑے تو اپنے مخالف کھڑے ہونے والوں کو خش و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔ کمپیوٹر ایجاد ہوا تو ٹائپ رائٹر کا جنازہ پڑھ لیا گیا۔ ڈیجیٹل کیمرے منظرِ عام پر آئے تو رِیل والے کیمروں اور انہیں بنانے والی کمپنیوں کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ انسانی عقل اور معاشرتی اقدار کا یہ ارتقائی عمل روزِ اوّل سے جاری ہے۔ سوشل و ڈیجیٹل میڈیا دنیا بھر کی خبروں اور اُن پر تبصروں، معیشت کے میدان میں ایک جزو لاینفک بن جانے، سات سمندر پار رہنے والے اعزہ و اقارب سے رابطہ اور دینی معلومات کو دنیا کے کونے کونے تک بہم پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ گویا ایک اُفتاد بھی نازل ہوگئی۔ ایک بات ہمیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا مغرب کی ایجاد ہے لہٰذا وہ اپنے دجالی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے اُسے بھرپور طریقے سے استعمال میں لائیں گے۔ دوسرا یہ کہ ہر ملک کا ایک مخصوص معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی پسِ منظر ہوتا ہے اور تاریخِ انسانی میں ایسا شاذ ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ قوموں کے عمومی مزاج کو زیادہ عرصہ تک دبایا جا سکے۔ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا پر بداخلاقی، بدتمیزی، بدظنی، دوسروں کی اہانت کرنے اور مذاق اُڑانے، فحاشی و عریانی کو پھیلانے، فرقہ واریت کو ہوا

دینے، دینی اقدار و شعائر کی تضحیک کرنے، جھوٹی یا نامکمل معلومات فراہم کرنے اور ملکی مفاد کے خلاف بیانیہ کو پھیلانے جیسے چیلنجز بھی سامنے آئے۔ ان میں سے بعض اخلاقی رذائل تو ایسے ہیں جن کو قرآن حکیم نے ترک کرنے کا خود حکم دیا ہے۔ (سورۃ الحجرات: آیات 6، 11 اور 12) یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج کی جنگ ہائبرڈ وار کی شکل اختیار کر چکی ہے اور کسی مخصوص بیانیہ کو آگے بڑھانے کے لیے سوشل اور ڈیجیٹل میڈیا کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ان تمام معاملات میں سویلین اور غیر سویلین کی بھی تخصیص نہیں۔ فیک نیوز کو ہی لے لیجیے۔ سوشل و ڈیجیٹل میڈیا پلیٹ فارمز پر بیٹھے صحافی جہاں فیک نیوز پھیلانے کے مرتکب ہوئے، وہیں حکومتِ وقت، اپوزیشن اور ریاستی ادارے بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے حوالے سے پیچھے نہیں رہے۔

جملۂ معترضہ کے طور پر عرض کیے دیتے ہیں کہ پاکستان میں ایک عرصہ سے فیصلوں کا مرکز و محور اسلام آباد سے پنڈی منتقل ہو چکا ہے اور جمہوریت کی آڑ میں ہائبرڈ نظام سکہ رائج الوقت ہے۔ پھر یہ کہ کسی قانون کو عوامی حمایت دلانی ہو تو ”توہین مذہب“ اور ”ملکی سلامتی و دفاع“ کی بیخ کنی سے متعلق شقیں اُس میں ڈال دیں۔ دوسری طرف اس نوعیت کے خُبثِ باطن کا واضح اظہار کرنے والوں کو کسی قانونی سقم کا بہانہ بنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے یا وہ ملک سے باہر چلے جاتے ہیں۔ متعلقہ قوانین موجود ہیں اور ایک عرصہ سے تعزیراتِ پاکستان کا حصہ ہیں۔ اصل معاملہ تو اُن پر عمل درآمد کا ہے۔

بہرحال مادر پدر آزاد ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا ایک خواہش تو ہو سکتی ہے حقیقت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سوشل میڈیا کو بھی کسی مہذب معاشرے میں اصلاحِ معاشرہ کے اصولوں کو بنیاد بنا کر ایک نظم کے تحت لانا یعنی ریگولیٹ کرنا ناگزیر ہے۔ مختلف ممالک نے یہ کام کئی طریقوں سے کیا ہے۔ مثلاً چین نے جہاں مغربی ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا پر پابندیاں لگائیں، وہیں اُن کے متبادل چینی پلیٹ فارمز بھی صارفین کو فراہم کیے (کئی سوفٹ ویئر پارکز بنانے کے باوجود ہم ایسا نہ کر سکے!)۔ یورپی یونین کی توجہ زیادہ تر صارفین کی ذاتی تفصیلات کو محفوظ کرنے اور نقصان دہ مواد کو مختلف پلیٹ فارمز سے ہٹانے پر رہی۔ کچھ ایسا ہی معاملہ امریکہ کا بھی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں بادشاہتوں نے اپنی اونچی ناک کو کٹنے سے بچانے کے لیے بعض پلیٹ فارمز بند کیے اور سخت ترین قوانین بھی بنائے۔ عرب ممالک میں حکمرانوں پر جائز تنقید کرنے والے کئی جید علماء آج بھی مفقود الخبر ہیں۔ (عرب ممالک اور پاکستان میں یہ قدرِ مشترک بھی پائی جاتی ہے!) اسرائیل نے سوشل و ڈیجیٹل میڈیا کے دجالی جال کو بُننے میں اہم کردار ادا کیا، لہٰذا تقریباً تمام مغربی دنیا کے پلیٹ فارمز اُس کے قبضے میں ہیں۔ علاوہ ازیں صارفین کی ذاتی اور ممالک کی اہم معلومات تک رسائی کے لیے سوشل و ڈیجیٹل میڈیا یا پلیٹ فارمز کو ہیک کرنے والے جاسوسی کے اکثر سافٹ ویئرز اور ایپس کا موجد بھی وہی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے ہی غزہ کے مسلمانوں پر وحشی صہیونی اسرائیل کی ساڑھے 13 ماہ تک مسلسل بمباری اور دل ہلا دینے والے مناظر دنیا نے دیکھے۔ 2025ء کا بھارت ایک سیکولر اور جمہوری ملک نہیں رہ گیا بلکہ مودی اور اس کے معاونین کی فسطائیت پر مبنی حکومت کا میدانِ کار کشمیر اور خود بھارت میں بسنے والے مسلمان بھی ہیں اور مودی سرکار کی پالیسیوں سے اختلاف رکھنے والے دوسرے لوگ بھی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تقریباً ان تمام ممالک میں سوشل و ڈیجیٹل میڈیا کے استعمال میں نظم کو قائم رکھنے کے لیے بنائے گئے قوانین عمومی طور پر شہری و دیوانی نوعیت کے ہیں (civil laws)، فوجداری نوعیت کے نہیں (criminal laws)۔ البتہ پاکستان کے معاملات انتہائی پیچیدہ ہیں کیونکہ اس مملکتِ خداداد کی کوئی کل سیدھی ہی نہیں۔ اگرچہ ڈیفمیشن (ہتک عزت) آرڈیننس 2002ء میں پاکستان کے کسی بھی شخص یا ادارے کے خلاف کی گئی ہر نوع کی اہانت، کردار کُشی اور فیک نیوز کو روکنے کا لائحہ عمل موجود ہے، جس میں زبانی slander اور تحریری lible اہانت سمیت ایسے جرائم سے تحفظ کی مکمل ضمانت بھی موجود ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج تک اس قانون کے تحت سیاسی مقدمے بنانے کے سوا کچھ اور نہیں کیا گیا۔ اسی نوعیت کی تازہ مثال الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا (ترمیمی) قانون 2025ء (Prevention of Electronic Crimes Amendement Act 2025ء) ہے۔ پیکا (PECA) پہلی مرتبہ 2016ء میں نواز شریف کے تیسرے دورِ حکومت میں نافذ کیا گیا۔ پھر 2019ء سے 2022ء تک پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت نے پیکا (ترمیمی) ایکٹ منظور کروانے کی جان توڑ کوشش کی اور بالآخر اُس وقت کے صدرِ مملکت نے پیکا (ترمیمی) آرڈیننس 2022ء کو اس سال کے فروری میں جاری کر دیا۔ لیکن اس آرڈیننس کے خلاف اسلام آباد ہائی کورٹ میں کئی اپیلیں دائر کی گئیں اور 7 اپریل 2022ء کو اسلام آباد ہائی کورٹ کے 4 رکنی بینچ نے اسے کالعدم قرار دے دیا۔

بانی پی ٹی آئی عمران خان نے بھی اس حقیقت کا ادراک کم از کم 2013ء سے ہی کر لیا تھا کہ مقبولیت کا پلڑا خواہ اُن کے حق میں کتنا ہی جھکا ہو، ”طاقت“ کا توازن فیصلہ کن حیثیت میں اُن کے سیاسی اور دیگر حریفوں کے حق میں ہے۔ پھر 2018ء کے الیکشن میں جب اُنہیں کامیابی دلوائی گئی تو اُنہوں نے ایک (مروجہ) زیرک سیاست دان ہونے کے ناطے یہ اندازہ بھی لگا لیا تھا کہ مستقبل کا دور سوشل میڈیا کا دور ہے۔ لہٰذا اُنہوں نے بھی اپنی تقاریر میں غیر اخلاقی اور غیر پارلیمانی گفتگو کو ایسا رواج دیا کہ عوامی جلسوں سے ہوتا ہوا سوشل میڈیا تک اُن کے ووٹروں اور سپوٹروں میں سرایت کر گیا اور اُن کی گفتگو کا حصہ بن گیا۔ ہمارے نزدیک ہر سیاسی جماعت کا فرض ہے کہ اپنے ووٹروں اور سپورٹروں کی ایسی تربیت کرے کہ اُن میں اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا ہوں۔ یہ بات ماننا پڑے گی کہ اخلاقیات کے دائرہ کار میں حکومت، اپوزیشن اور اسٹیبلشمنٹ، سبھی 77 سال سے ناکام رہے ہیں۔ بہرحال پیکا (ترمیمی) ایکٹ 2025ء سال کے آغاز سے پاکستانی قانون کا حصہ بن چکا ہے۔ اگرچہ 2022ء کے ترمیمی قانون کی وجہ جواز بھی ”فیک نیوز کی روک تھام“ بتائی گئی تھی، لیکن 2025ء کے قانون میں اور بھی بہت کچھ

بدل دیا گیا۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم کی نئی تعریف کی گئی اور الیکٹرانک کرائمز کی روک تھام کے لیے ایک نیا ادارہ ڈیجیٹل رائٹس پروٹیکشن اتھارٹی قائم کیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ سوشل یا ڈیجیٹل میڈیا پر ہونے والے کسی جرم کی تفتیش کے لیے ایف آئی اے کے سائبر کرائم ونگ کو تحلیل کر کے اس کی جگہ نیشنل سائبر کرائم انویسٹیگیشن ایجنسی کے نام سے ایک نیا تفتیشی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق 14 فروری 2025ء کو اس قانون کے تحت پہلی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ قانون کے مطابق زیرِ حراست شخص کے مقدمہ کی سماعت سوشل میڈیا پروٹیکشن ٹرابیونل کرے گا جس کا فیصلہ کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس قانون کے مطابق جرم ثابت ہونے پر مجرم کو تین سال تک کی قید اور 20 لاکھ روپے تک کا جرمانہ ادا کرنے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس قانون کو بھی اشرافیہ ایک خاموش ہتھیار کے طور پر استعمال کرے گی۔ طاقتور حلقوں اور حکومتِ وقت کی پسند، ناپسند کی بنیاد پر کالم نگاروں، ٹاک شوز کے اینکرز، وی لاگ کرنے والوں اور سوشل میڈیا انفلوئنسرز وغیرہ کو زیرِ عتاب لایا جائے گا۔ پھر یہ کہ اس قانون میں سزاؤں کے اضافے سے صحافت کی رہی سہی آزادی بھی ختم ہو جائے گی۔ حکومتِ وقت اور طاقتور حلقوں کے سوا پاکستان کے ہر شہری پر اس قانون کی تلوار ہر دم لٹکتی رہے گی۔ یہ قانون ایک مخصوص اور زیرِ عتاب سیاسی جماعت کے سوشل میڈیا پر موجود کارکنان کو ٹارگٹ کرے گا البتہ مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے سابق وفاقی وزیر سعد رفیق نے اس قانون پر انتہائی صحیح اور جاندار تبصرہ کیا ہے کہ ”قوانین کی چھری ہمیشہ وقت بدلنے کے ساتھ اُسے بنانے والوں کے خلاف ہی استعمال ہوتی ہے۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ سوشل و ڈیجیٹل میڈیا کے رذائل حقیقی ہیں اور تمام پلیٹ فارمز کو ریگولیٹ کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا یہ قانون حکومت، اپوزیشن، مقتدر حلقوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور پاکستان کے عام شہریوں پر یکساں لاگو ہوگا؟ کیا یہ قانون اُس وقت بھی حرکت میں آئے گا جب کوئی وفاقی یا صوبائی وزیر، کوئی بڑا بیوروکریٹ یا مقتدر حلقوں سے تعلق رکھنے والا کوئی بڑا آدمی غیر مصدقہ خبر پھیلائے گا اور اسی قانون کے تحت جن 16 اقسام کے مواد کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے، اسے شیئر کرنے کے جرم کا مرتکب ہوگا؟ یقیناً فیک نیوز ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ سوشل و ڈیجیٹل میڈیا پر اخلاقی رذائل کے علاوہ اسلام مخالف اور پاکستان کی سلامتی اور دفاع کے خلاف مواد کثرت سے پھیلایا جا رہا ہے۔ ان تمام جرائم کی بیخ کنی ضروری ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ 2019ء میں EU DisinfoLab نے 15 برس پر محیط پاکستان کو بدنام کرنے کی بھارتی سازش کو Indian Chronicles کے نام سے انتہائی عرق ریزی سے تیار کردہ تحقیقاتی صحافت پر مبنی ایک رپورٹ جاری کی تھی۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ آج بھی جن اکاؤنٹس سے اسلام مخالف اور پاکستان کی سلامتی اور دفاع کے خلاف مواد سوشل و ڈیجیٹل میڈیا پر پھیلایا جا رہا ہے اس کے پیچھے بھارت کا ہاتھ ہے۔ پیکا (ترمیمی) قانون 2025ء کو کالعدم قرار دینے کے لیے صحافیوں کی کئی تنظیموں اور پی ٹی آئی نے لاہور ہائی کورٹ اور اسلام آباد ہائی کورٹ میں اپیلیں دائر کر رکھی ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ نے اپنے ابتدائی فیصلہ میں اپیلوں کو مسترد تو کر دیا ہے لیکن ساتھ یہ عندیہ بھی دیا ہے کہ اس قانون کے خلاف اپیل کرنے والے مکمل تیاری کے ساتھ آئیں۔ گویا قوم اس معاملے پر ایک طویل عدالتی جنگ کے لیے تیار رہے۔ ہماری تمام سوشل ڈیجیٹل میڈیا صارفین سے بھی دست بستہ گزارش ہے کہ ایسے پلیٹ فارمز کو استعمال کرتے وقت اسلام کے زریں اخلاقی اصولوں کو سامنے رکھیں اور اپنائیں۔ دوسری طرف حکومتِ وقت کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آج کی حکومت کل کی اپوزیشن ہوتی ہے۔ خطے کی صورتحال سب کے سامنے ہے لہٰذا حکومت اور مقتدر حلقے شخصی پسند و ناپسند، انانیت اور اپنوں پر ہی غصہ کرنے کی روش کو ترک کریں۔ ہم سب مل کر خود کو اُن جنگوں کے لیے تیار کریں جو سر پر کھڑی ہیں اور جن میں عالمی طاغوتی قوتیں پاکستان کو گھسیٹ کر اُس کے ایٹمی دانت توڑنا چاہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو صحیح معنوں میں اسلامی ایٹمی پاکستان بنائے۔ آمین یا رب العالمین! ✿✿

پریس ریلیز 21 فروری 2025ء

طاغوتی قوتوں کی دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستان کا مغربی بارڈر میدان جنگ بن جائے

شجاع الدین شیخ

طاغوتی قوتوں کی دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستان کا مغربی بارڈر میدان جنگ بن جائے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کے نائب وزیر اعظم کا نیویارک میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ساتھ ملاقات کے دوران افغان سرزمین کے مبینہ طور پر پاکستان میں دہشت گردی کے لیے استعمال کیے جانے پر مدد طلب کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ اُنہوں نے سوال اٹھایا کہ کسے معلوم نہیں کہ اقوام متحدہ امریکہ کی ایک کنیز ہے اور امریکہ سمیت دیگر طاغوتی قوتوں کا یہ ایجنڈا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے مابین حالات کو مزید کشیدہ کیا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ عالمی منظر نامہ میں حالیہ تبدیلیوں کے تناظر میں طاغوتی قوتوں کی بھرپور کوشش ہے کہ افغانستان اور پاکستان باقاعدہ طور پر آپس کی جنگ میں ملوث ہو جائیں تاکہ دونوں برادر مسلم ہمسایہ ممالک میں انتشار بڑھے اور اُن کا آپس میں اتحاد اور اتفاق پیدا نہ ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے ایک ذیلی ادارے کی وہ حالیہ رپورٹ جس میں کہا گیا ہے کہ افغان طالبان سرحد پار دہشت گردی میں ٹی ٹی پی کی مدد کر رہے ہیں اور افغانستان میں افغان طالبان، ٹی ٹی پی، ایک تاجک گروہ اور القاعدہ مل کر باقاعدہ ہمسایہ ممالک میں دہشت گردی کا نیٹ ورک چلا رہے ہیں نہ صرف دروغ گوئی پر مبنی ہے بلکہ طاغوتی قوتوں کی امارتِ اسلامیہ افغانستان کو کمزور کرنے کی سازش کی ایک کڑی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قائد جمعیت علماء اسلام کی قومی اسمبلی میں تقریر حکومتِ پاکستان اور مقتدر حلقوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہونی چاہیے۔ خاص طور پر بلوچستان کے بعض اضلاع میں علیحدگی پسند تحریکوں کا غیر معمولی انداز میں متحرک ہونا اور خیبر پختونخوا کے انتہائی شمالی علاقوں میں ریاست کی رٹ کا نہ ہونا متعلقہ سول اور عسکری اداروں کے لیے باعثِ فکر اور شرم ہونا چاہیے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ معاشی سطح پر حال یہ ہے کہ امریکہ کی ایک دوسری کنیز آئی ایم ایف کا پاکستان کے تمام اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا انتہائی تشویشناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سول اور عسکری قیادتیں جتنی جلدی ہو سکے امریکہ کے چنگل سے نکلیں۔ پاکستان اپنی مغربی سرحد پر توجہ طلب معاملات کو افغانستان کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے افہام و تفہیم سے حل کرے تاکہ طاغوتی قوتوں کے پاکستان اور افغانستان دونوں کے حوالے سے مذموم مقاصد کو خاک میں ملایا جا سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

حماس اور اہلِ غزہ کو اسرائیل پر اخلاقی برتری اور فتح حاصل ہوئی ہے، مگر بحیثیت مجموعی اُمتِ مسلمہ اس امتحان میں شدید ناکام ہوئی ہے۔

رمضان المبارک میں قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کریں، اہلِ غزہ کی دل کھول کر مدد کریں اور ان کے لیے دعا بھی کریں۔

قرآن اور پاکستان دونوں رمضان کی ستائیسویں شب کو عطا ہوئے، اس فطری تعلق کا تقاضا ہے کہ ہم پاکستان میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کریں۔

مسلمانوں کی کامیابی، فتح اور غلبہ ایمان سے مشروط ہے۔

خصوصی پروگرام ’’امیر سے ملاقات‘‘ میں
امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: فلسطین میں سیز فائر ہوا، اس بات کی خوشی بھی ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کو امن کا سانس لینے کا کچھ موقع ملا ہے لیکن ساتھ ہی ڈونلڈ ٹرمپ کے عزائم کی وجہ سے تشویش بھی بڑھ رہی ہے، آپ کے خیال میں حالات کس طرف جائیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس میں کوئی شک نہیں کہ سوا سال کی اس جنگ میں اسرائیل نے 90 فیصد غزہ کو کھنڈر بنا دیا ہے، 50 ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے جن میں اکثریت بچوں اور عورتوں کی ہے لیکن اس کے باوجود اسرائیل کا آرمی چیف بھی بیان دے رہا ہے اور اسرائیلی عوام بھی نیتن یاہو کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں، دنیا میں بڑے رپورٹرز اور میڈیا ہاؤسز بھی کہہ رہے ہیں کہ اسرائیل کو شکست ہو چکی ہے۔ جبکہ دوسری طرف حماس کے مجاہدین کی محنت، قربانیوں اور استقامت سے ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کر رہا ہے اور اس جنگ میں اُنہیں بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔ پوری دنیا میں اسرائیل کے خلاف مظاہرے ہوئے ہیں اور اُس کا اصل چہرہ بے نقاب ہوا ہے، یہاں تک کہ اسرائیل کی سب سے زیادہ مدد کرنے والے امریکہ اور برطانیہ میں بھی لاکھوں کی تعداد میں مظاہرین اسرائیل کے خلاف نکلے ہیں۔ گویا حماس کی قربانیوں نے عالمی ضمیر جگا دیا ہے۔ حماس اور اہلِ غزہ کو اسرائیل پر اخلاقی برتری بھی حاصل ہوئی ہے، اُنہوں نے اسرائیلی قیدیوں کے ساتھ جس حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی دنیا کے سامنے ہے اور جس ظلم اور درندگی کا مظاہرہ اسرائیل نے فلسطینی قیدیوں کے خلاف کیا ہے وہ بھی دنیا کے سامنے آ چکا ہے۔ حماس کی فتح میں پورے عالم اسلام کے لیے بھی بڑی ترغیب و تشویق ہے۔ اس جنگ میں غزہ کے مسلمانوں کے لیے بھی امتحان تھا اور پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے بھی امتحان تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غزہ کے مسلمان اس امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں مگر بحیثیت مجموعی اُمتِ مسلمہ اس امتحان میں شدید ناکام ہوئی ہے۔ خاص طور پر اُمتِ مسلمہ کے حکمرانوں نے بے وفائی کا ثبوت پیش کیا ہے، مسلم ممالک کو غزہ کے معاملے میں جو رول ادا کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اُمتِ مسلمہ کے حکمرانوں کو بالخصوص اور عوام کو بالعموم سجدہ سہو کرنے کی ضرورت ہے اور انہیں اب سمجھ جانا چاہیے کہ صہیونی اگر اپنی پیش گوئیوں پر ایمان رکھ کر گریٹر اسرائیل کی جانب بڑھ رہے ہیں تو کیا مسلمانوں کو اللہ کی سچی کتاب پر یقین رکھ کر اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کو آگے نہیں بڑھانا چاہیے؟ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث میں واضح خبریں ہیں کہ اللہ کا دین پوری دنیا پر غالب ہوگا اور خراسان سے مومنین کا لشکر حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی مدد کے لیے جائے گا۔ اگلی بات یہ ہے کہ کیا فلسطین میں امن ہوگا یا نہیں؟ یہود کی تاریخ ہمارے سامنے ہے اور اُن کے عزائم بھی واضح ہیں۔ امریکہ میں چاہے ریپبلکنز کی حکومت آ جائے یا ڈیموکریٹس کی اسرائیل کے معاملے میں اُن کی پالیسی ایک ہی ہے کہ اُنہوں نے ہر حال میں صہیونی عزائم کی تکمیل کے لیے کام کرنا ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کے اس بیان سے بلی تھیلے سے باہر آ چکی ہے کہ جنگ ختم ہوتے ہی امریکہ غزہ پر قبضہ کر لے گا۔ جو بائیڈن نے 2000 بم اسرائیل کو دینے سے روک دیا تھا لیکن ٹرمپ نے آتے ہی اس کی اجازت دے دی ہے اور دوسری طرف وہ امن اور جنگ بندی کی باتیں بھی کر رہے ہیں۔ مسلم حکمران کب تک چہرے سے نقاب اُترنے کا انتظار کرتے رہیں گے۔ آخری بات یہ ہے کہ اسرائیل کئی برسوں سے ماہ رمضان میں، بالخصوص آخری عشرہ میں مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کرتا چلا آ رہا ہے، یہاں تک کہ عید الفطر کے موقع پر بھی اُس نے نمازیوں پر گولیاں چلائیں۔ کوئی بعید نہیں کہ وہ اس مرتبہ بھی کوئی حرکت کریں گے، اس حوالے سے حماس کو بھی اور پوری اُمتِ مسلمہ کو بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

سوال: رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس موقع پر پوری دنیا کے مسلمانوں کو بالعموم اور پاکستان کے مسلمانوں کو بالخصوص کیا پیغام دینا چاہیں گے؟ نیز فلسطین کے مسلمانوں کے لیے ہم ماہ رمضان میں کیا کر سکتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔‘‘ (آل عمران:139)

مسلمانوں کی کامیابی، فتح اور غلبہ ایمان سے مشروط ہے۔ ایمان ہوگا تو اللہ کی مدد بھی آئے گی اور باطل کے خلاف کامیابی بھی ملے گی اور ایمان کہاں سے آئے گا؟ سورۃ الانفال میں فرمایا:

’’ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اس کی آیتیں اُن پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔‘‘ (آیت:2)

قرآن ایمان کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور رمضان کا مہینہ سجا ہی قرآن کے لیے ہے۔ رمضان کی اصل فضیلت اسی وجہ سے ہے۔ فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ:185) ’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن

نازل کیا گیا''

روزہ اس لیے رکھوایا جا رہا ہے تاکہ ہم قرآن جیسی بڑی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ فرمایا:

'' تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو۔'' (البقرہ:185)

قرآن بڑی نعمت اس لیے ہے کہ اس سے انسانوں کو ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ شروع میں ہی فرمایا: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢﴾ ''ہدایت ہے، پرہیزگار لوگوں کے لیے۔''

اور روزے کا حاصل بھی تقویٰ ہے:

''اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔'' (البقرہ:183)

تقویٰ ہوگا تو ہدایت ملے گی۔ دن میں روزہ رکھیں گے اور رات کو قرآن سنیں گے تو تقویٰ پیدا ہوگا۔ ماہ رمضان میں کروڑوں مسلمان قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے ہیں، سُن رہے ہوتے ہیں، بے شک اس کا بھی اجر ملتا ہے لیکن اگر سمجھ کر پڑھیں گے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے اور اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے تو پھر ہدایت بھی حاصل ہوگی۔ ہمارا اصل پیغام یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم رمضان میں قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں۔ غزہ کے مسلمانوں نے ثابت کر کے دکھایا کہ قرآن میں کتنی بڑی طاقت ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو جنگ میں زخمی ہو گئے، کسی کی ٹانگ کاٹنے کی ضرورت پڑی، کسی کا بازو کٹ گیا، لیکن بے ہوشی کی ادویات نہ تھیں، ڈاکٹرز پریشان تھے تو اُنہوں نے کہا ہم تلاوت کریں گے آپ ٹانگ کاٹ دیجئے، بازو کاٹ دیجئے۔ یحییٰ السنوار کی شہادت ہوئی تو جیب سے صرف قرآنی دعاؤں کا کتابچہ نکلا۔ یہ قرآن افراد اور قوموں کی تقدیر بدل دیتا ہے۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں مسلمانوں کو توجہ دلاتے تھے: ((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ)) ''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بام عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل و خوار کر دے گا۔''

اسی قرآن کو اپنانے کی وجہ سے امت مسلمہ دنیا کی سپریم پاور تھی اور آج اسی قرآن کو چھوڑ دینے کی وجہ سے غلام ہے۔ بقول اقبال ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1980ء کی دہائی میں لاہور سے دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا جو آج الحمدللہ پاکستان کے ہر شہر میں رمضان کے دوران کروایا جاتا ہے بلکہ دیگر ممالک میں بھی یہ روایت پھیل رہی ہے۔ گزشتہ دنوں عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی، اس دوران ورجینیا کے ایک عالم نے بتایا کہ اُن کے ہاں نماز تراویح کے دوران انگلش میں دورہ ترجمہ قرآن ہوتا ہے۔ اس سال بھی ملک بھر میں مختلف مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن ہوگا، ہماری ویب سائٹ پر ان تمام مقامات کی تفصیل آ جائے گی، اس کے علاوہ ہمارے رفقاء نے ایک ایپ بھی بنالی

> **اسرائیل کا آرمی چیف بھی بیان دے رہا ہے اور اسرائیلی عوام بھی نیتن یاہو کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں، دنیا میں بڑے رپورٹرز اور میڈیا ہاؤسز بھی کہہ رہے ہیں، اسرائیل کو شکست ہو چکی ہے۔**

ہے جو آپ کے قریب ترین مقام کی نشاندہی کرے گی۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ رمضان میں اللہ کے رسول ﷺ کی سخاوت تیز آندھی کی مانند ہوتی تھی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں فلسطینی مسلمانوں کی دل کھول کر مدد کریں۔ انہوں نے اُمت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرتے ہوئے اپنا گھر بار سب کچھ کھو دیا، اب نہ ان کے پاس رہنے کے لیے گھر ہیں، نہ ہسپتال اور سکول ہیں، نہ ادویات ہیں۔ یہ پوری اُمت کا فرض ہے کہ اب ان حالات میں وہ ان کی مدد کرے۔ جو کچھ نہیں دے سکتا وہ کم از کم اللہ سے ان کے لیے دعا کر سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کے لیے قنوت نازلہ کا اہتمام کریں۔ رمضان کی ستائیسویں شب کو اللہ نے پاکستان دیا تھا اور اسی شب کو قرآن نازل ہوا۔ اس فطری تعلق کا تقاضا ہے کہ ہم پاکستان میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کرنے کی جدوجہد کریں۔ بحیثیت مسلمان ہم سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔

سوال: اگر کوئی شخص تنظیم اسلامی میں شامل ہوتا ہے تو کیا وہ کسی دوسری دینی جماعت مثلاً تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی کام کر سکتا ہے یا تصوف کے کسی سلسلہ کی بیعت لے سکتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: دیگر دینی جماعتوں کے تعلیمی اور تدریسی پروگراموں میں شرکت کرنے یا ان کا اکرام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم اصولی بات یہ ہے کہ جس دینی اجتماعیت میں بندہ شامل ہو تو کوشش کرے کہ کل وقتی طور پر اس کے نظم کے تحت کام کرے۔ اگر آپ تنظیم کے رفیق ہیں اور آپ کو تنظیم کے کسی اجتماع یا پروگرام میں دعوت دی جاتی ہے اور آپ اس کو چھوڑ کر کسی دوسری اجتماعیت کے پروگرام میں شرکت کریں تو یہ نظم کا تقاضا نہیں ہے۔ اگر کوئی پہلے سے کسی تصوف کے حلقے میں جڑا ہوا ہے اور بیعت ارشاد کر رکھی ہے تو ہم اس کو منع نہیں کرتے، وہ اپنی اس بیعت کو برقرار رکھ سکتا ہے اور اپنے شیخ یا عالم کے دیئے ہوئے وظیفے کو پڑھ سکتا ہے تاہم جب آپ نے تنظیم اسلامی میں شامل ہو کر بیعت جہاد کر لی تو اب بیعت جہاد کو بیعت ارشاد پر فوقیت حاصل ہوگی۔ یعنی جب تنظیم آپ کو بلائے گی تو آپ کو اپنے حلقہ تصوف کے پروگرامز کو چھوڑ کر تنظیم کے پروگرامز میں آنا ہوگا۔ جب کوئی نیا رفیق تنظیم اسلامی میں شامل ہو جائے تو اس کے بعد تصوف کے کسی حلقہ میں بیعت لینے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال: کیا تنظیم اسلامی کی سطح پر بھی تزکیہ نفس کروایا جاتا ہے یا اس کے لیے کسی پیر طریقت کے ہاتھ پر ہی بیعت کرنا ہوگی؟

امیر تنظیم اسلامی: تزکیہ نفس کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن مجید ہے اور تنظیم اسلامی کی دعوت کی بنیاد ہی قرآن پر ہے۔ تنظیم اسلامی کا منہج منہج انقلاب نبوی ﷺ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مرتبہ یہ بیان آیا ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کرتے ہیں۔ سورۃ الجمعہ میں فرمایا: ''وہی ہے جس نے اُمیوں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔'' (الجمعہ:2)

اسی طرح حدیث جبرائیل میں جبرائیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں حاضر ہو کر جو سوالات کیے ان میں احسان کے متعلق سوال بھی ہے۔ حضور ﷺ نے اس حوالے سے دعا بھی تعلیم فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ''اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔''

اگر تصوف کا حاصل یہ ہے کہ میرا باطن پاک ہو جائے، دل میں للّٰہیت، اخلاص، محبت رسول ﷺ اور فکر آخرت پیدا ہو جائے اور میرے اعمال میں سنت رسول ﷺ کا رنگ آنا شروع ہو جائے تو یہی تزکیہ نفس ہے اور یہی احسان ہے۔ لہٰذا منہج انقلاب نبوی ﷺ سے بہتر تزکیہ نفس کس

جگہ ہوسکتا ہے۔ تنظیم اسلامی کی تعلیم میں پہلا نکتہ ہی یہ ہے کہ اقامت دین کی جدوجہد کا بنیادی مقصد اللہ کی رضا ہے۔ شاید دنیا میں ہم اقامت دین کی جدوجہد میں ناکام ہوجائیں لیکن اگر ہماری جدوجہد میں اخلاص اور احسان کا پہلو ہوگا تو ہمیں آخرت میں ضرور کامیابی ملے گی اور یہی ایک انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ اب اللہ کو اگر راضی کرنا ہے تو دینی فرائض کو ادا کرنا پڑے گا۔ دینی فرائض کو اکیلے ادا نہیں کیا جا سکتا، اس کے لیے لازماً اجتماعیت میں آنا پڑے گا۔ اب اجتماعیت قرآن کے ذریعے، احادیث رسول ﷺ کے ذریعے تزکیہ کا اہتمام کرے گی، باطنی بیماریوں سے نجات کی طرف توجہ دلائے گی جن میں تکبر، حسد، بغض، عداوت، حُب جاہ، حُب مال وغیرہ شامل ہیں۔ قرآن واحادیث میں ان تمام بیماریوں سے نجات کے لیے تعلیمات موجود ہیں۔ لہٰذا جو شخص تنظیم میں شامل ہوگا تو اُسے لامحالہ تزکیہ کا موقع بھی ملے گا، احسان کا موقع بھی ملے گا۔ کمیاں کوتاہیاں تو ہر جگہ ہوتی ہیں، حضور ﷺ کے بعد کوئی بھی خطا سے پاک نہیں ہے لیکن ہماری کوشش ہوتی ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں تزکیہ اور تذکیر کا عمل جاری رکھا جائے۔ اس حوالے سے سابق امیر تنظیم اسلامی محترم عاکف سعید حفظہ اللہ نے بڑی کوشش کی ہے۔ تزکیہ اور باطن کی اصلاح کے لیے احسانِ اسلام کی اصطلاح کے تحت ایک فارم فل کیا جاتا ہے جس میں ہر ماہ فرض عبادات، نوافل، باطنی امور کی اصلاح، قرآن پاک کی تلاوت، مسنون دعاؤں، دعوتِ دین، اقامتِ دین کی جدوجہد، غیر شرعی رسومات اور بدعات سے اپنے آپ کو روکنے اور اپنی معاش کو حرام سے پاک کرنے سمیت کوئی 40 امور کے حوالے سے رپورٹ دی جاتی ہے۔ اس کو طلب اصلاح کے امور کہا جاتا ہے اور تنظیم کا ہر رفیق یہ رپورٹ پیش کرتا ہے۔ کراچی، پشاور، لاہور، اسلام آباد اور مختلف شہروں کے چند علماء کرام اور مفتیان سے میں نے اس کو شیئر کیا تو انہوں نے اس کی بڑی تعریف کی اور بعض نے وہ فارم ہم سے لے بھی لیا کہ مشاورت کے بعد اُن دینی جماعتوں کے اندر اس کو رائج کیا جائے گا۔

سوال: تنظیم اسلامی میں گھر والوں کے تزکیہ کے لیے کیا نظام ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: گھر والوں کا تزکیہ ایک مسلمان کے اولین دائرہ کار میں شامل ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ خود دے رہا ہے: ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔'' (التحریم:6) لوگ سمجھتے ہیں کہ گھر والوں کے لیے اچھا کھانے اور پہننے کا انتظام کرلیا، گرمی میں اے سی لگوا دیا، ٹھنڈے پانی کے لیے ریفریجریٹر خریدلیا، بجلی نہیں ہے تو جنریٹر لگا دیا تو میں گھر والوں کے ساتھ بڑا مخلص ہوں حالانکہ میں ان کے ساتھ قطعاً مخلص نہیں ہوں جب تک کہ میں اُن کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کر رہا۔ تنظیم اسلامی اس حوالے سے گھریلو اُسرہ پر زور دیتی ہے جس میں

> **تنظیم اسلامی کی تعلیم کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اقامتِ دین کی جدوجہد کا بنیادی مقصد اللہ کی رضا کا حصول اور اُخروی نجات ہے۔**

گھر والوں کو بٹھا کر قرآن کی تلاوت اور ترجمہ کا اہتمام کیا جائے، سیرت رسول ﷺ اور سیرت صحابہؓ کا بیان ہو یا ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطاب کی آڈیو ویڈیو چلائی جائے۔ اگر روزانہ اس کا اہتمام ہوسکے تو بہت اعلیٰ ورنہ کم ازکم ہفتہ میں ایک بار گھریلو اُسرہ لازماً ہونا چاہیے۔ ہمارے ہاں مقامی تناظیم کے زیر اہتمام اس کی رپورٹ بھی طلب کی جاتی ہے۔ آج کے دور میں جدید سہولیات موجود ہیں۔ اگر آپ دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں ہیں تو تب بھی آپ آن لائن اُسرہ کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ اگر میں ساری دنیا کو دین کی دعوت دے رہا ہوں لیکن اپنے گھر والوں کو اس سے محروم رکھتا ہوں تو سچی بات ہے کہ میں اُن پر بہت بڑا ظلم کر رہا ہوں اور روزِ قیامت ہر شخص سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار سن لو! تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) اُس سے اپنی رعایا سے متعلق باز پرس ہوگی۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریر وتقریر میں اکثر دجالی تہذیب کا تذکرہ آتا ہے، اس سے غلط فہمی کی بنیاد پر بعض لوگ غلط مطلب نکالتے ہیں کہ تنظیم اسلامی اپنے سوا سب کو دجال کا آلہ کار سمجھتی ہے۔ دجالی تہذیب سے آپ کی کیا مراد ہوتی ہے اور معاشرے کے دجالی تہذیب کے زیر اثر ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جنہوں نے قرآن کو ڈاکٹر صاحبؒ یا تنظیم کے مزاج سے ہٹ کر سمجھا ہے؟ (ثمان عبداللہ، راولپنڈی)

امیر تنظیم اسلامی: دجال ایک شخصیت ہے جس نے قیامت سے پہلے نکلنا ہے، کب نکلے گا معلوم نہیں لیکن اس کا فتنہ اتنا شدید ہے کہ 14 صدیاں قبل اللہ کے رسول ﷺ ہر فرض نماز کے بعد رب سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

پھر یہ کہ ہر جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی بھی تلقین فرمائی گئی۔ دجل عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دھوکہ اور فریب ہیں۔ دنیا اپنی جگہ دھوکہ اور فریب ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔'' (آل عمران:185)

کم ازکم تین مرتبہ قرآن میں اس طرح کا ذکر ہے۔

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سورۃ الکہف کے موضوع پر اور سائنس اور قرآن کا تصادم کے حوالے سے بے شمار خطبات ریکارڈ کروائے ہیں۔ ان میں بہت واضح طور پر بتایا ہے کہ دجالی تہذیب کیا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' کے عنوان سے بھی ڈاکٹر صاحبؒ کا ایک تجزیہ شائع ہوتا ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ اس وقت عالمی سطح پر ایک ایسی دجالی تہذیب کا غلبہ ہے جس کی بنیاد وحی کے انکار پر ہے۔ تین چیزوں کو ترک کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ تین چیزوں پر توجہ مرکوز کر دی گئی ہے۔ یعنی اللہ کی جگہ کائنات، روح کی جگہ جسم اور آخرت کی جگہ دنیا کو فوقیت دی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس دجالی تہذیب میں ہماری مادی علوم والی آنکھ کھلی ہوئی ہے جبکہ روحانی آنکھ مکمل طور پر بند ہو چکی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آخرت کو بھلا دیا گیا ہے اور صرف دنیا کا حصول ہی مقصود زندگی بن کر رہ گیا ہے۔ اسی کے لیے دن رات محنت کی جا رہی ہے۔ یہی دجالی تہذیب آج مسلم معاشروں پر بھی غالب ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ تنظیم اسلامی اپنے سوا سب کو دجالی تہذیب کا آلہ کار سمجھتی ہے تو یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب ہدایت کے محتاج ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں دجالی تہذیب کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ جہاں اللہ کے رسول ﷺ فتنہ دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے تو ہماری کیا اوقات ہے۔ دنیا میں جماعتیں صرف دو ہی ہیں: حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ اس لحاظ سے دعوتیں بھی دو ہی ہیں اور نظام بھی دو ہی ہیں۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمیں کوشش کرنی

چاہیے کہ ہم اللہ کے نظام کے لیے اپنی صلاحیتیں اور اوقات صرف کریں نہ کہ دجالی نظام کے لیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو سب سے پہلے ہمیں سمجھنا چاہیے کہ تنظیم اسلامی اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا اسلامی مزاج کیا تھا؟ تنظیم اسلامی اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا منہج، منہج انقلاب نبوی ﷺ ہے جو کہ قرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔ یہ ہمارے لٹریچر سے بھی واضح ہے اور ویب سائٹ پر بھی ساری تفصیل موجود ہے۔ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلِ سنت والجماعت کے ہیں۔ فہم قرآن کے حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ قرآن حضور ﷺ پر نازل ہوا لہٰذا ہمیں قرآن فہمی کے لیے حضور ﷺ کے قدموں میں ہی پہنچنا ہوگا۔ پھر علمائے سلف نے تفسیر قرآن کے جو اصول بتائے ہیں انہی کے مطابق قرآن کی تشریح اور تفسیر کرنا ہوگی۔ یہ سارے مباحث ڈاکٹر صاحبؒ نے بیان القرآن کے آغاز میں بیان کیے ہیں۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ قرآن کو صرف ہم نے ہی سمجھا ہے کیونکہ ہم بھی سلف صالحین کی تفہیم کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں۔ البتہ فہم قرآن کا ایک پہلو وہ بھی ہے جو احادیث میں بیان ہوا ہے کہ اس کی حکمت کے موتی روز قیامت تک ختم نہیں ہوں گے کیونکہ یہ علوم کا خزانہ ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور تنظیم اسلامی نے جس چیز کو زیادہ اُجاگر کیا ہے وہ دین کا جامع تصور ہے کہ دین محض چند عبادات اور رسومات کا نام نہیں بلکہ یہ مکمل ضابطۂ حیات ہے اور زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی گوشوں میں اپنا نفاذ چاہتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا لہو مبارک اُحد کے میدان میں بہا ہے، 70 پیارے صحابہ ؓ شہید ہوئے ہیں اور یہ سب قربانیاں اسلام کو بطور نظام قائم کرنے کے لیے دی گئیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن اسلامی نظام کا قیام تھا۔ ہمیں آپ ﷺ کے ہی اُسوہ پر عمل کا حکم دیا گیا:

﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾

(الاحزاب: 21) ’’(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔‘‘

اگر ہم حضور ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کریں لیکن آپ ﷺ کی زندگی کی سب سے بڑی سنت جس پر آپ نے 23 برس تک مسلسل عمل کیا اس کو نہ اپنائیں تو دینی تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ اقامت دین کی جدوجہد اور اس کی فرضیت بھی اسلاف کی آراء کی روشنی میں واضح ہے۔ ہماری اُمت کے اسلاف نے قرآن واحادیث، سیرت رسول ﷺ، سیرت صحابہؓ وتابعین کی روشنی میں اقامتِ دین کی جدوجہد کو دینی فرائض میں سے اہم فریضہ قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے تحقیق پر مبنی کتاب ’’اقامت دین کی فرضیت: اسلاف کی آراء کی روشنی میں‘‘ ہمارے مکتبہ میں بھی موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں کر رہے تھے۔

سوال: تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دور سے ہی ہمیشہ فرقہ واریت کے خلاف رہی ہے اور آپ لوگوں نے ہمیشہ اس کے سدباب کی کوشش کی ہے مگر کیا وجہ ہے کہ آپ کے اپنے پروگراموں اور سیمیناروں میں ایسی تنظیموں کے اراکین کو بھی بلاتے ہیں جن کا اول وآخر مقصد صرف اپنے فرقے کو فروغ دینا ہے۔ (محمد مجاہد)

امیر تنظیم اسلامی: اس ضمن میں فرقہ اور مسلک کا فرق ذہن میں رہنا چاہیے۔ آپ کے سوال میں ہی آدھا جواب ہے کہ ہم مختلف مکاتب فکر اور مسالک کی جماعتوں کے قائدین کو اس لیے بلاتے ہیں کیونکہ ہم اتحاد واتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم جن موضوعات یا مسائل پر سیمینار یا پروگرامز منعقد کرواتے ہیں تو وہ مسائل امت کے مشترکہ مسائل ہوتے ہیں جن میں کسی بھی مکتب فکر یا مسلک کو اختلاف نہیں ہوتا۔ یہ رہنمائی ہمیں قرآن سے بھی ملتی ہے:

(اے نبی ﷺ) ’’کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔‘‘ (آل عمران: 64)

آج سودی معیشت ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے، انسدادِ سود کے ضمن میں جتنی کوششیں ہوئی ہیں ان میں تنظیم اسلامی نے دیگر دینی جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کیا ہے، عدالتوں میں کیس بھی لڑے ہیں۔ اسی طرح اقامت دین، نظام خلافت کا قیام اور اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب کو بچانا ہر مسلمان کا مسئلہ ہے لہٰذا اس حوالے سے جدوجہد بھی مشترکہ ہونی چاہیے۔ قرآن بھی یہی رہنمائی دیتا ہے:

’’اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔‘‘ (المائدہ: 2)

اگر ہم سولو فلائٹ کی بات کریں اور کبھی کسی سے کوئی رابطہ نہ رکھیں، نہ اپنے پروگرامز میں دوسروں کو بلائیں اور نہ ہی دوسروں کے پروگرامز میں جائیں تو پھر لوگ کہیں گے اور ٹھیک کہیں گے کہ آپ علیحدہ فرقہ بن گئے، آپ اتحاد کی بات نہیں کرتے۔ اس لیے ہم مشترکات کی بات کرتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کا موقف یہ تھا کہ انقلاب انتخابی سیاست کے راستے سے نہیں آسکتا بلکہ صرف تحریک کے ذریعے آئے گا۔ جب ہم کسی متفق علیہ منکر کے خلاف کھڑے ہوں گے تو ان شاءاللہ یہ تحریک نفاذ اسلام پر جا کر منتج ہوگی۔

سوال: کوریا میں ایک جہاز گر کر تباہ ہوگیا جس میں تمام غیر مسلم تھے اور وہ سب ہلاک ہوگئے۔ پاکستانی ایمبیسی نے اس موقع پر موم بتیاں جلا کر تعزیت پیش کی۔ کیا حکومتی سطح پر ایسا غیر اسلامی رویہ رکھنا درست ہے؟ غیر مسلم کی وفات پر اس کے گھر والوں سے ہمدردی کے لیے مسلمان کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ (زاہد طفیل، ساؤتھ کوریا)

امیر تنظیم اسلامی: فتویٰ دینا ہمارا کام نہیں ہے، البتہ فقہاء نے جو کہا ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں کہ غیر مسلموں کی رسومات کو اپنانا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے لیکن جب دین ترجیح ہی نہ رہے تو پھر ’’چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی‘‘ والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے کچھ لوگوں نے دلائل بھی دینے کی کوشش کی۔ لیکن علماء نے انہیں رد کر دیا ہے۔ غیر مسلم کی وفات پر اس کے لواحقین سے تعزیت کی جاسکتی ہے لیکن اس کے لیے الفاظ کا تعین بھی شریعت کے مطابق ہونا چاہیے جیسا کہ روایت میں نقل ہیں کہ اللہ آپ کو بہتر نعم البدل عطا فرمائے اور آپ کی اصلاح فرما دے۔ البتہ غیر مسلم کے لیے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: برتھ ڈے منانے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ (محمد ارباب خان)

امیر تنظیم اسلامی: یہ اُمت بہت بڑے مشن کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اُمت اگر اُمت والے کاموں کو مدنظر رکھے تو ایسی فضولیات میں پڑنے کا موقع ہی نہ ملے۔ ایک طرف غزہ میں معصوم بچوں اور عورتوں کی لہولہان لاشیں ہوں اور دوسری طرف ہم برتھ ڈے پر اور نیو ایئر نائٹ پر جشن منائیں تو یہ زیب نہیں دیتا۔ سنا ہے کہ یہاں چیمپینز ٹرافی کے کرکٹ میچ رمضان میں ہو رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے پاس ان فضولیات میں پڑنے کا کوئی وقت ہے؟ برتھ ڈے کا تصور غیروں سے آیا ہے، یہ اسلامی تصور نہیں ہے۔ اسلامی تصور تو یہ ہے کہ آپ کی زندگی کا ایک سال مزید کم ہوگیا لہٰذا آپ کی فکر بڑھ جانی چاہیے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

استقبالِ رمضان

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

محترم رفقائے گرامی اور گرامی قدر احباب!

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری زندگی میں ماہِ رمضان ایک مرتبہ پھر ہم پر سایہ فگن ہو رہا ہے۔

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ البقرہ آیت نمبر 183 میں فرماتے ہیں:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو سکے۔‘‘

نبی اکرم ﷺ رمضان کا استقبال فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔‘‘ (صحیح بخاری)

رمضان المبارک کے دن اور راتیں ہمارے ایمان اور تقویٰ میں تازگی کو پروان چڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہ مبارک مہینہ رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اسے تمام مہینوں کا سردار قرار دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق رمضان المبارک میں ہر نیک عمل کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ نوافل کا اجر وثواب فرائض کے بقدر عطا کیا جاتا ہے۔ اس مہینے کو ’’شہر المواساۃ‘‘ یعنی ہمدردی کا مہینہ بھی کہا گیا ہے۔

آیئے! رمضان المبارک آنے سے قبل اس کی تیاری کریں۔ رسول اللہ ﷺ اور صلحائے اُمت کا یہ معمول ملتا ہے کہ وہ رمضان سے قبل ہی اس کی تیاری فرماتے تھے۔ جب رجب کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرماتے:

’’اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔‘‘ (شعب الایمان، البیہقی)

کسی بھی اہم موقع سے پہلے انسان خود کو ذہنی طور پر اُس کے لیے تیار کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کرنے کے لیے ابھی سے پختہ عزم کریں۔ عبادت کے حوالے سے ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا بھی لازم ہے تاکہ انہیں صحیح طریقے سے ادا کیا جا سکے۔

ہمیں روزے کے مسائل کا علم حاصل کرنا چاہیے تاکہ مفسدات ومکروہات سے بچ سکیں۔ جن ساتھیوں کا اعتکاف کا ارادہ ہو، وہ اس کے مسائل سے بھی واقفیت حاصل کریں۔

رمضان المبارک سے قبل ہی اس کے معمولات کا تعین بھی کر لیں۔ زیادہ سے زیادہ وقت عبادات و دینی مشاغل کے لیے فارغ کرنے کی کوشش کریں۔

لایعنی امور یعنی بے کار کام اور وقت ضائع کرنے سے مکمل اجتناب کریں۔ خود اپنے لیے ممکن العمل اہداف مقرر کریں جیسے:

- روزانہ تلاوت قرآن کے نصاب میں گراں قدر اضافہ
- متعلقہ نصاب (مبتدی، ملتزم، ذمہ داران اور مدرسین) کا مطالعہ مکمل کرنے کا پختہ عزم
- دوستوں اور احباب کو روزہ افطار کرانے کا اہتمام
- غرباء ومساکین کے لیے زیادہ سے زیادہ صدقات کا اہتمام کریں تاکہ وہ بھی آسانی سے روزہ رکھ سکیں۔

قرآن مجید کا روزے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ البقرہ آیت نمبر 185 میں فرماتے ہیں:

’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے کھلے دلائل ہیں۔‘‘

عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات سے روکے رکھا، پس میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے رات سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا، پس میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔‘‘ (مسند احمد)

رفقاء تنظیم اور احباب کے لیے رمضان المبارک میں روزہ کے ساتھ ساتھ تراویح میں قرآن مجید کے علوم و برکات سے بھی بہرہ ور ہونے کے لیے دورۂ ترجمہ قرآن کی صورت میں حصول اجر وثواب کا بھرپور موقع فراہم ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی انتظامی تیاریاں قبل از رمضان کی جاتی ہیں۔ اس میں بھرپور شرکت کے لیے وقت اور مال کا انفاق رمضان سے پہلے ہی شروع ہو جانا چاہیے۔

اس میں خود بھی شرکت کریں، توجہ سے قرآن کا ترجمہ وتشریح سننے کا اہتمام کریں اور اس کے لیے لوگوں کو دعوت دینے کا اہتمام بھی ابھی سے شروع کر دیں۔

کیا عجب! ہماری دعوت پر آنے والے کسی شخص کی زندگی قرآن کی دعوت سن کر تبدیل ہو جائے، ہمارے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بنے اور ہم سرخ اونٹوں کی بشارت کے مستحق ٹھہریں۔

اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگنے کا اہتمام کریں۔ اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے اہل وعیال، صلحائے اُمت اور اپنے اکابرین کے لیے۔ چلتے پھرتے اللہ کے ذکر کو اپنی عادت بنائیں۔

بنیان مرصوص بننے کے لیے رمضان المبارک ایک بہترین موقع ہے۔ بحیثیت جماعت ہم اپنے مقاصد اُس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار نہ بن جائیں، ہم خود آگے بڑھ کر غلط فہمیوں کو دور کریں، آپس کے معاملات میں انصاف کے بجائے احسان کی روش اپنائیں، جو دور ہو رہا ہے، خود آگے بڑھ کر اس کے قریب ہو جائیں۔ دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر دیں۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر دوسروں سے معافی مانگنے پر کوئی جھجک محسوس نہ کریں اور یہ تمام کام صرف اور صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکتیں، رحمتیں اور مغفرت سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❀❀❀

ہفت روزہ ندائے ملت کا امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ سے خصوصی انٹرویو

ہماری کوشش ہے کہ ملک وملت کے مشترکہ معاملات پر تمام علماء ایک پیج پر رہیں۔

تنظیم اسلامی کی صورت میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لگائے ہوئے پودے سے الحمدللہ آج پورا معاشرہ مستفید ہو رہا ہے۔

دروس قرآن کا سلسلہ اب بڑے شہروں کے علاوہ ملک بھر میں پھیل چکا ہے۔

تنظیم اسلامی نظری سیاست میں تو موجود ہے مگر انتخابی سیاست کا حصہ نہیں بنتی۔

جب تک ہم اللہ سے کئے وعدے کی تکمیل کی طرف نہیں جائیں گے، پاکستان کے معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔

مرتب: خالد نجیب خان، معاون مرکزی شعبہ نشر واشاعت

س: ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کے بعد تنظیم اسلامی پاکستان کی اب تک کی کارکردگی کیا ہے؟

شجاع الدین شیخ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تنظیم اسلامی کی بنیاد 1975ء میں رکھی تھی۔ اُن کی دن رات کی محنت سے جو پودا لگا تھا، الحمدللہ آج اُس کے برگ وبار ہم معاشرے میں دیکھ رہے ہیں۔ 2002ء میں ہی تنظیم اسلامی کی امارت ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بعد از مشاورت حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کو سونپ دی تھی جو تقریباً 18 برس تک اُن کے پاس رہی۔ اس دوران 2010ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا انتقال ہو گیا۔ اگست 2020ء میں حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے طبیعت ناساز ہونے اور دیگر عوارض کی وجہ سے تنظیم کی امارت کی ذمہ داری مزید اُٹھانے سے معذرت کر لی تو اُنہوں نے مشاورت کے بعد یہ ذمہ داری مجھ پر ڈال دی۔ اگر موازنے کی بات کریں گے تو یہ مثال کافی ہے کہ اگر ایک پلڑے میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو رکھ دیا جائے اور دوسرے میں اُن کی جماعت کو تو یقیناً اُن کا وزن بھاری ہوگا۔ بہرحال ایک احساسِ فرض ہے جس کے ساتھ ذمہ داری ادا کرنی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فیض کی برکات ہم آج بھی محسوس کرتے ہیں۔ حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے اِس اجتماعیت کو مزید منظم انداز سے چلانے کی کوشش کی، اُن کا بھی بہت بڑا احسان ہے۔ جب میں بڑوں کو دیکھتا ہوں تو اپنے اندر بہت کمی پاتا ہوں، تاہم اُن کے اخلاص اور قربانیوں کو سامنے رکھ کر قوت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ نظام صرف چل ہی نہیں رہا بلکہ آگے بھی بڑھ رہا ہے۔ دین اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ جس کے لیے جدوجہد نبی مکرم ﷺ کا مشن تھا، آج وہ ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے۔ قائداعظم کہتے ہیں کہ میرا یہ ایمان اور یقین ہے کہ یہ پاکستان رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیضان ہے، لہٰذا اب ہمارا یہ فرض ہے کہ خلافت راشدہ کو سامنے رکھ کر اُس سے رہنمائی لیں اور عہد حاضر کی حقیقی اسلامی فلاحی ریاست دنیا کے سامنے اپنا کردار ادا کرے۔ ہمارا تو سلوگن بھی یہی ہے ’’تنظیم اسلامی کا پیغام، خلافتِ راشدہ کا نظام۔‘‘

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروسِ قرآن کا ایک خاص پہلو جس میں علمیت، حکمت اور دین کا ایک جامع تصور ہے، ہمارے سامنے ایک پیکج رکھنے کے ساتھ ساتھ زندگی کے انفرادی و اجتماعی معاملات کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر اسرارؒ صاحب نے 1998ء میں آخری مرتبہ دورۂ ترجمہ قرآن کروایا تھا۔ 2000ء میں پورے پاکستان میں دورۂ ترجمہ قرآن بمشکل 5 سے 10 مقامات پر ہوتا تھا لیکن حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے دورِ امارت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ سلسلہ آگے بڑھتے ہوئے بتدریج 10 سے 20 اور پھر 50 مقامات پر ہونے لگا۔ اب کم وبیش یہ 100 سے زائد مقامات پر ہو رہا ہے، کہیں تفصیلی پروگرام ہوتا ہے ’’مکمل قرآن پاک کا ترجمہ‘‘ اور کہیں مختصر، جس کو ہم ’’خلاصہ مضامین قرآن‘‘ کہتے ہیں۔

دروسِ قرآن کا سلسلہ پہلے تو خطاب جمعہ میں شروع ہوا، پھر اس کے علاوہ بھی ہونے لگے۔ پہلے ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہی دروسِ قرآن کے لیے جاتے تھے، پھر اُن کے 2 سے 3 برگزیدہ شاگردوں نے پورے پاکستان میں جانا شروع کیا۔ اب بڑے شہروں سے آگے بڑھ کر کئی چھوٹے شہروں، قصبوں، دیہات، چھوٹے چک میں بھی دروسِ قرآن کے حلقے ہفتہ یا 15 دن کے بعد منعقد ہو رہے ہیں، یہ تعداد اب پاکستان بھر میں 800 کے قریب پہنچ چکی ہے۔ گزشتہ چند برس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ 2025ء میں ان شاء اللہ امید ہے کہ کم وبیش ڈیڑھ سو مقامات پر نماز تراویح میں دورۂ ترجمہ قرآن و خلاصۂ مضامین قرآن کا اہتمام ہوگا۔ الحمدللہ!

س: پاکستان میں سرکاری و نجی تعلیمی اداروں میں قرآن مجید کی لازمی تعلیم کے حوالے سے جو اقدامات کئے گئے ہیں کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

شجاع الدین شیخ: وفاقی وزارتِ تعلیم نے چند سال پہلے علماء کی کمیٹی بنائی تھی کہ سلیبس، کتب اور ایسی گائیڈز تیار کی جائیں جن میں اختلافی باتیں نہ ہوں۔ بچہ سکول میں ہی پورے قرآن مجید کا وہ ترجمہ پڑھ لے جو متفق علیہ ہو۔ لہٰذا دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، اہل تشیع اور جماعت اسلامی کے 5 وفاقوں کے مشترکہ پلیٹ فارم ’’اتحاد تنظیمات مدارس‘‘ نے اس پر نظرثانی کر کے اتفاق کر لیا، میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس پر کام کرنے والی کمیٹی کا حصہ رہا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ اس منصوبے کو کالج کی سطح تک پھیلا دیا گیا ہے، گویا سکولز اور کالجز میں یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے مگر مطلوبہ اہداف حاصل کرنے میں ابھی وقت درکار ہے۔ وفاق، پنجاب اور کے پی کے حکومت نے قرآن مجید کی تعلیم کو لازم قرار دے دیا ہے اور وہ بھی سکول اور کالج کی سطح پر یعنی نویں سے بارہویں تک 4 سال میں 50 نمبر کا ترجمہ قرآن کا لازمی امتحان ہوگا۔ اس سکیم میں ہے کہ یہ سلسلہ چھٹی جماعت سے شروع کیا جائے تو اگلے 7 برس میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ مختصر وضاحت کے ساتھ ہو پائے گا۔ اب نویں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں جماعت میں 50 نمبر کا لازمی پیپر بھی آنا شروع ہو گیا ہے اور اس وقت تقریباً سوا کروڑ بچوں کے ہاتھ میں قرآن پاک کے ترجمہ کا سلیبس آ چکا ہے۔ الحمدللہ کراچی میں دی علم فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ ہے، 2008ء سے میں اس کے ساتھ بھی منسلک ہوں۔ یونیورسٹیز کے حوالے سے ایچ ای سی کی طرف سے ایک گائیڈ لائن آئی ہے، جس میں کہا گیا کہ آپ گریجویشن میں قرآن پاک کا ترجمہ پڑھائیں۔ وہ محض گائیڈ لائن ہی ہے، اسی لیے پرائیویٹ یونیورسٹیز میں وہ سنجیدگی دکھائی نہیں دیتی جبکہ پنجاب میں اُس وقت کے گورنر غلام سرور صاحب نے تو

یہاں تک کہا تھا کہ گریجوایشن کی ڈگری اُس وقت تک ایوارڈ نہیں ہوگی جب تک کہ کوئی طالب علم قرآن پاک کے ترجمے سے نہ گزرے تو پنجاب کی بعض یونیورسٹیز نے اس میں بڑی سنجیدگی دکھائی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے علاوہ فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی نے اس سلسلے میں بڑا اچھا کام کیا۔ پرائیویٹ یونیورسٹیز کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی کہ وہاں اساتذہ دستیاب نہیں ہیں تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا دین اور قرآن مجید کی تعلیم ہماری ترجیحات میں شامل ہے؟ جب ترجیحات میں میوزک شامل ہوتا ہے تو سندھ حکومت میوزک کے لیے بھی اساتذہ تعینات کر لیتی ہے۔ دوسری طرف ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جہاں قرآن کی تعلیم کے اساتذہ دستیاب نہیں تھے تو بعض سائنس پڑھانے والے ٹیچرز نے پرنسپل کو رضا کارانہ طور پر آفر کی کہ ہم بچوں کو قران پاک کا ترجمہ پڑھانے کے لیے تیار ہیں۔ یہ وہ اساتذہ ہیں جنہیں اچھے گھرانے ملے، اچھے اساتذہ ملے، اُن کی ماسٹرز ڈگری تو اسلامک سٹڈیز یا درسِ نظامی کی نہیں تھی لیکن محلہ، مسجد، استاد، عالمِ دین اور گھر کا ماحول اچھا ملا تو یہ بھی اُس کی ایک مثال ہے، ایسے اساتذہ کی تھوڑی سی تربیت کی جائے تو اُن سے بھی بڑے اچھے نتائج لیے جا سکتے ہیں۔ ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ ملک وملت کے مشترکہ معاملات پر تمام علماء ایک پیج پر رہیں، جس طرح ماضی قریب میں مبارک ثانی (قادیانی) کا معاملہ تھا یا سود کے خاتمے کی بات ہو تو ہم خود بھی کوشش کرتے ہیں اور علماء کرام کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اس میں ہم جتنا اپنا وزن ڈالنے کی کوشش کریں گے یہ اتنا بڑا کام ہوگا۔

س: تنظیم اسلامی کا دین کے کاموں کو بہتر انداز میں کرنے کے لیے انتخابی سیاست میں جانے کا کوئی پروگرام ہے؟۔

شجاع الدین شیخ: سیاست میں تو ہم لوگ ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ جس طرح اینکرز اور میڈیا پرسنز سیاسی گفتگو تو کرتے ہیں لیکن الیکشن نہیں لڑتے اور نہ ہی اُنہیں کوئی سیاستدان کہتا یا سمجھتا ہے، اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے سیاسی تجزیے، دنیا تسلیم کرتی ہے۔ الحمدللہ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے بھی کہا کہ پہلے تو میں ڈاکٹر صاحبؒ کے دروسِ قرآن سے ہی متاثر تھا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو کمال کے تجزیہ نگار بھی تھے۔ ہمیں بھی ورثے میں وہ شے ملی ہے۔ عملی سیاست، جس کو مروجہ طور پر ہمارے ہاں ''انتخابی'' کہا جاتا ہے، ہم اُس کا حصہ نہیں بنتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک انتخابی سیاست کا راستہ ایک چلتے ہوئے نظام کو چلانے کے لیے ہے، بدلنے کے لیے نہیں۔ ماضی کو دیکھیں تو دنیا میں جتنی بھی بڑی بڑی تبدیلیاں آئیں وہ اکثر وبیشتر انقلابی جدوجہد کے راستے سے ہی آئیں۔ آج اگر آپ کسی بچے سے پوچھیں کہ پاکستان کا اصل حکمران کون ہے تو جو جواب وہ دیتا ہے، سب کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس حوالے سے فارم 45 اور 47 کا چکر بھی سب کے سامنے ہی ہے۔ ہمارے پیشِ نظر انقلابی جدوجہد کا راستہ ہے۔ اس حوالے سے "رسولؐ انقلاب کا طریقہ انقلاب" استادِ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بڑا جامع خطاب ہے۔ گویا نظری سیاست اور انقلابی جدوجہد کا تو ہم حصہ ہیں لیکن انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لیتے۔

س: آپ کے خیال میں پاکستان کے سیاسی اور معاشی بحران جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں اُن کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

شجاع الدین شیخ: دیکھیے! کچھ ظاہری وجوہات ہوتی ہیں اور کچھ باطنی۔ ظاہری وجوہات یہ ہیں کہ ہم سیاسی سطح پر بالغ ہی نہیں ہو سکے۔ انڈیا ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوا تھا، مگر وہاں ایک دن کے لیے بھی مارشل لا نہیں نافذ ہوا جبکہ ہمارے ہاں کم وبیش آدھا وقت تو مارشل لاء میں گزرا ہے۔ ہمارا جاگیردارانہ نظام بہت مضبوط ہے جبکہ انڈیا نے آزادی کے فوراً بعد ہی اس نظام سے چھٹکارا پالیا۔ ہمارے ہاں لوگ آدھا دن تو سو کر گزار دیتے ہیں۔ دو بجے دکانیں کھولتے ہیں۔ ہم مغرب والوں کو بڑا کوستے ہیں کہ وہ بہت برے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے ہمارے اپنے اندر بھی بہت سی خرابیاں ہیں جنہیں ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ ہے کہ ہمارے ریاستی ادارے بھی اپنی حدود میں نہیں رہتے، ہر تھوڑے عرصے کے بعد وہ خود حکمران بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور سیاست دان بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔ وہ اپنے انتقام لینے کے لیے انہی کے راستے پر آجاتے ہیں۔ البتہ یہ اسباب دنیا میں اور ملکوں میں بھی مل جائیں گے۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسلام کے بغیر ہمارے ملک کی بقاء ممکن نہیں۔ دیکھیں فرانس میں رہنے والے ایک زبان فرانسیسی بولتے ہیں۔ وہ کسی بھی مذہب کے بغیر ایک زبان پر متحد ہیں۔ جرمنی میں رہنے والے ایک جرمن نسل کی بنیاد پر چل رہے ہیں۔ ملائیشیا جزیروں پر مشتمل ایک ملک ہے۔ سب کا ایک جیسا خطہ ہے۔ وہ اس پر متحد ہیں۔ مصر اور چائنہ کا پانچ ہزار سال پرانا تاریخی پس منظر چلا آرہا ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں زبانیں بہت زیادہ ہیں، بولیاں، ذاتیں، برادریاں بے شمار ہیں، خطے کئی ہیں کراچی میں سمندر ہے، پنجاب میں ہریالی ہے، اوپر جائیں تو پہاڑ ہیں، لوگ ان چیزوں پر جمع نہیں ہوتے بلکہ بٹتے ہیں۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے ساتھ جو وعدہ کر کے مملکت حاصل کی تھی، ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔ اب جب تک ہم اس اصل وعدے یعنی نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کی تکمیل کی طرف نہیں جائیں گے، ہمارے معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔

س: مسلمانوں کے حالات تو دنیا بھر میں ہی خراب ہیں، آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟

شجاع الدین شیخ: بے شک اس وقت دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان چین اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہوں۔ فلسطین میں صہیونی افواج نے ظلم و درندگی کے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ کشمیر میں بھارت کی جارحیت سب کے سامنے ہے لیکن ستم ظریفی یہ کہ عالم اسلام کی قیادت نے ذاتی مفادات کی خاطر چُپ سادھ رکھی ہے۔ مغرب کی خوشنودی کے لیے جو مسلم ریاستیں مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں، ذہن نشین کر لیں کہ کل اُن کی باری ہوگی۔ تحریک کے ذریعے لوگوں کی ذہن سازی کر کے منظم کرنا، اُنہیں اللہ والا بنانا اور دین کے نفاذ کا مطالبہ لے کر کھڑا ہونا ہم سب کا دینی فریضہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت دی گئی، تمام انبیاء اکرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اور اب خلافت کی ذِمہ داری اُمتِ مسلمہ کے کندھوں پر ہے۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کئے گئے پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ نہیں کیا جا سکا۔ یہ اللہ تعالیٰ سے بے وفائی نہیں تو اور کیا ہے؟ اسلاف کی بے پناہ قربانیوں کے بعد حاصل کئے گئے وطنِ عزیز میں ایک پاکستانی ہونے کے بجائے ہم نے پنجابی، بلوچی، سندھی اور پٹھان کے طور پر اپنی پہچان بنا لی ہے۔ 1974ء میں قادیانیت کے مسئلے پر تحریک سڑکوں پر چلی، قانون سازی بھی ہوئی۔ ہمارا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ اس باطل نظام کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے۔ لوگ روٹی، کپڑا، پانی، گیس، بجلی، انکم ٹیکس کا ریٹ کم کروانے اور سیاست کے لیے تو کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین اور اسلامی احکام کا نفاذ کیوں لاوارث معاملہ ہے؟ اسلام پر مکمل طور پر خود اور اپنے دائرہ کار میں موجود افراد کے لیے جو شخص کوشش نہیں کر رہا تو کس منہ سے 25 کروڑ عوام پر دین کو قائم کرنے کی بات کر سکے گا۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے نظام کو لانے کی بات کر رہا ہوں تو کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہی ہو سکتا ہے؟ اسلام کی تعلیمات کو یکسر بھلانے کی وجہ سے ہی نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ کا غزہ کو خالی کروانے کا بیان دیوانے کی بڑ ثابت ہوگا اور حماس کو دوبارہ فتح حاصل ہوگی: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

حماس نے طوفان الاقصیٰ کا آغاز مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے کیا تھا، یہ صرف حماس کی جنگ نہیں بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کی جنگ ہے: رضاء الحق

GCC کانفرنس میں مسلم ممالک کو امریکی عزائم کے خلاف ٹھوس موقف اپنانا چاہیے: بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ

”غزہ پر قبضے کا امریکی منصوبہ“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے غزہ کے حوالے سے ایک نیا منصوبہ پیش کیا ہے کہ جو بچے کچھے مسلمان غزہ میں رہ گئے ہیں ان کو اُردن اور مصر میں دھکیل دیا جائے اور غزہ کو بالکل خالی کر کے امریکی تحویل میں دے دیا جائے جہاں وہ تعمیر نو کر سکے۔ ٹرمپ کے اس منصوبے کے پس پردہ کیا مقاصد ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ڈونلڈ ٹرمپ کے مزاج کے لحاظ سے نیا کچھ بھی نہیں ہے۔ پہلے بھی جب موصوف اقتدار میں آئے تھے تو ایک کلچر متعارف کرنے کی کوشش کی تھی، ”امریکی مفاد سب سے عزیز ہے“ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ تنہا رہ گیا تھا۔ اب پھر انہوں نے وہی شاہانہ طرزِ تکلم اختیار کرتے ہوئے خلیج میکسیکو کا نام خلیج امریکہ رکھنے کا اعلان کر دیا، نہر پانامہ پر امریکی جھنڈا لہرانے کی بات کی، کینیڈا جو کہ امریکہ کا فطری اتحادی ہے، اس کو اپنی ریاست بنانے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح فرمایا کہ وہ گرین لینڈ کو خرید لیں گے، غزہ کو لے لیں گے۔ ایک طرف دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف وہی پرانی مطلق العنان بادشاہی والا انداز کہ ہم جو چاہیں خرید لیں۔ یہ مضحکہ خیز طرزِ عمل ہے جس کی وجہ سے امریکن ادارے مشکل میں پھنس چکے ہیں۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ چونکہ غزہ ملیا میٹ ہو چکا ہے اس لیے اس کو نئے سرے سے تعمیر ہونا چاہیے، کبھی کہتے ہیں کہ ٹرمپ کا رئیل اسٹیٹ کا بزنس ہے، اس لیے ارادہ ہے کہ غزہ کو سیاحتی شہر بنا دیں۔ ان کا خیال یہ تھا کہ چونکہ اُردن اور مصر اُن کے گھڑے کی مچھلیاں ہیں، اس لیے اُن کو دباؤ میں لا کر فلسطینیوں کو وہاں بسا دیا جائے گا۔ حالانکہ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ کسی بھی قوم کو اُس کے ملک سے نہیں نکالا جا سکتا ہے، فلسطینیوں کی سرزمین ہے، اُن کی اپنی ایک تاریخ اور جدوجہد ہے۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے کہ کسی نے اعلان کر دیا تو فلسطینی اپنا وطن چھوڑ دیں گے۔ ایک ایک فلسطینی مرد، بوڑھے، بچے اور عورت نے یہ کہا ہے کہ ٹرمپ کا باپ تو کیا دادا بھی ہم سے ہمارا وطن چھین نہیں سکتا۔ فلسطینیوں نے سوا سال کی جنگ میں اپنے عزم اور استقامت کو ثابت بھی کیا ہے۔ آخر کار جس طرح ٹرمپ کو کینیڈا کے حوالے سے بیان دے کر پیچھے ہٹنا پڑا ہے، ٹیرف کے معاملے میں پیچھے ہٹنا پڑا ہے اسی طرح اس کو غزہ کے معاملے میں بھی پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ خود امریکہ کے اندر بھی اس کے خلاف ایک لہر

مرتب: محمد رفیق چودھری

چل رہی ہے کیونکہ اُس نے کہا تھا ٹیکس کے پیسوں کو جنگوں میں نہیں لگاؤں گا۔ اب اس یوٹرن پر بھی لعن طعن ہو رہی ہے۔ دوسری طرف عرب ممالک بھی 20 لاکھ مہاجرین کا بوجھ برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان شاء اللہ حماس کو اس دیوانے کی بڑ کے خلاف بھی فتح حاصل ہوگی۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

سوال: حماس کے ساتھ جنگ بندی کے بعد امریکہ اور اسرائیل کے تعلقات میں بہت گرم جوشی نظر آ رہی ہے۔ جو بائیڈن نے اسرائیل کو اسلحہ کی سپلائی روک دی تھی لیکن ٹرمپ نے آتے ہی نہ صرف اس کو جاری کروایا بلکہ نئی قسط بھی جاری کر دی ہے جس میں بھاری مقدار میں اسلحہ اور بارود شامل ہے اور غزہ کو خالی کرنے کا پلان بھی دے دیا ہے۔ نیتن یاہو کا بھی بیان ہے کہ اگر یہ پلان منظور نہیں تو سعودی عرب میں ایک فلسطینی ریاست قائم کر لیں۔ یعنی وہ فلسطین سے ہر صورت مسلمانوں کو نکالنا چاہتا ہے۔ اس سارے تناظر میں بتائیے کہ حالات کس طرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں؟

بریگیڈیئر رفعت اللہ: ٹرمپ اور نیتن ڈپلومیسی تین ’N‘ کا امتزاج ہے: نروس (nerves)، نیریٹوز (narratives) اور ناوُنسز (nuances)۔ (1) کسی بھی ملک کے لیڈر کی اپنے nerves (اعصاب) پر کنٹرول کی کیفیت بہت کچھ بتاتی ہے۔ جیسا کہ اُردن کے بادشاہ کی ٹرمپ کے ساتھ حالیہ تصویر میں باڈی لینگویج مکمل طور پر شکست خوردہ تھی۔ اسی طرح نیتن یاہو بھی اپنے عوام کے سامنے شکست خوردہ لگ رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں حماس کے لیڈرز یا اہل غزہ کی باڈی لینگویج ان کے پختہ عزم کا پتا دیتی ہے۔ (2)۔ جنگ کے دوران آپ ایسا بیانیہ تخلیق کرتے ہیں جس میں اپنے دشمن کو کمزور ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ٹرمپ نے ایک بیانیہ گھڑ لیا کہ ہم غزہ کو خالی کروائیں گے اور نیا شہر تعمیر کریں گے۔ ایسا ہوگا یا نہیں یہ وقت ہی بتائے گا اور اب GCC کانفرنس میں عرب ممالک کا بیانیہ بھی سامنے آ جائے گا۔ (3)۔ پالیسی بیان کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ دائیں بازو کے اسرائیلی رہنما سمائرچ نے ایک ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ: غزہ اُن لوگوں کا نہیں ہے جو غزہ میں اس وقت رہتے ہیں ان میں سے 70 فیصد 1948ء کے مہاجرین ہیں۔ یعنی کہ مختلف جنگوں میں فلسطینیوں کو مغربی کنارہ، ہائفہ اور دیگر علاقوں سے زبردستی نکال کر غزہ کی طرف دھکیلا گیا اور اب وہاں سے بھی ان کو نکالا جا رہا ہے۔ اب سوال یہ بھی ہے کہ 20 لاکھ مہاجرین کو مصر، اُردن یا سعودی عرب قبول کرے گا؟ کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں مہاجرین کی آمد اِن ممالک کی ڈیموگرافک پروفائل کو ہی تبدیل کر دی گی جو کہ یہ ممالک کبھی برداشت نہیں کریں گے۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنے پچھلے دورِ حکومت میں ابراہم اکارڈ کے نام پر عرب ممالک سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کے تحت اسرائیل کا دارالحکومت تل ابیب سے یروشلم شفٹ ہوا اور بہت سی خلیجی ریاستوں نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی طرف پیش قدمی کی۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ٹرمپ اپنے اس دورِ حکومت میں بھی ابراہم اکارڈ کے منصوبے کو آگے بڑھائے گا؟

رضاء الحق: الیکشن سے پہلے ٹرمپ نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ مجھے ووٹ دیں میں اسرائیل اور نیتن یاہو کو جنگ بند کرنے پر مجبور کروں گا لیکن یہ سب دکھاوا تھا۔ اصل میں ہر امریکی صدر کو باقاعدہ منصوبے کے تحت لایا جاتا ہے اور اس کو لانے کے لیے بڑی لابیاں سرگرم ہوتی ہیں۔ ان میں ایک ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس ہے، دوسری یہودی لابی ہے اور تیسری انڈین لابی ہے۔ یہ تینوں لابیز ٹرمپ کے حق میں ہیں۔ اپنے پچھلے دور میں بھی وہ ان لابیز کے ہاتھوں میں کھیلا تھا۔ اُس نے ابراہیم اکارڈ کے نام پر معاہدہ کروایا جس کے ذریعے بعض خلیجی اور افریقی مسلم ممالک اسرائیل کے قریب ہوئے۔ ان ممالک میں اسرائیل کے سفارت خانے کھل گئے۔ تجارت اور تسلیم کرنے تک نوبت جا پہنچی۔ یروشلم کو اسرائیلی دارالحکومت بنایا گیا اور اسرائیل میں جیوش نیشن سٹیٹ لاء پاس کروایا۔ اب بھی صہیونی منصوبوں کو آگے بڑھانے کے لیے ٹرمپ کو لایا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ منصوبے کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر غزہ کو جدید شہر کے طور پر تعمیر کیا جاتا ہے تو یہ محمد بن سلیمان کے ویژن 2030ء کے لیے بھی سنگین خطرہ ہے۔ اسی طرح اُردن اور مصر بھی اس منصوبے کو نہیں مانیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل غزہ کسی صورت غزہ کو خالی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ اگر چین اور روس کی مداخلت بھی ہوئی تو یہ منصوبہ ناکام ہو جائے گا۔ حماس نے مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے طوفان الاقصیٰ کے نام سے یہ جدوجہد کی ہے اور یہ صرف حماس کی جنگ نہیں بلکہ پوری اُمت مسلمہ کی جنگ ہے۔ اس طرح کی تحریکوں کو طاقت کے زور پر ہرگز ختم نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: امریکی حکومت کا ایک تازہ ترین بیان آیا ہے کہ حماس کا خاتمہ ہونا چاہیے اور یہ کہ امریکہ حماس کی فوجی اور حکومتی قوت کو کسی صورت قبول نہیں کرے گا۔ موجودہ حالات میں امریکہ کا یہ بیان کیا معنی رکھتا ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ اعلان تو اُنہوں نے بہت پہلے بھی کیا تھا، جب 7 اکتوبر 2023ء کو طوفان الاقصیٰ کا آغاز ہوا تھا۔ اُس وقت اُنہوں نے حماس کو دہشت گرد قرار دیتے ہوئے سات دنوں کے اندر اس کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن حقیقت وہ ہے جو قرآن بتاتا ہے:

”یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کا نور بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کیے بغیر نہ مانے گا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔“ (الصف:32)

ایک طرف اسرائیل، امریکہ، یورپ اور بھارت سمیت دنیا کی طاقتیں اور تمام ٹیکنالوجی تھی اور دوسری طرف حماس کے چند ہزار مجاہدین تھے۔ دنیا نے دیکھا کہ سوا سال کی جنگ میں عالمی طاقتوں کو شکست ہوئی ہے۔ تل ابیب کے ایئرپورٹس بھاگ جانے والے اسرائیلیوں سے بھرے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف غزہ کے مسلمان بچے اور عورتیں بھی ڈٹ کر ظلم کا مقابلہ کرتے رہے۔ جس حماس کو امریکہ اور اسرائیل نے دہشت گرد قرار دیا تھا اسی کے ساتھ بیٹھ کر قطر میں معاہدہ کیا۔ گویا حماس کو انہوں نے فریق تسلیم کیا اور یہ ان کی بہت بڑی شکست ہے اور حماس کی اخلاقی فتح بھی ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ سمیت عالمی ادارے یہ کہہ رہے ہیں کہ غزہ میں جہاں بھی امدادی سامان پہنچا ہے وہاں کوئی لوٹ مار نہیں ہوئی جبکہ دوسری طرف اسرائیل نے امدادی ٹیموں کا قتل عام کیا اور عالمی قوانین کی دھجیاں اُڑائیں۔

> **جس حماس کو امریکہ اور اسرائیل نے دہشت گرد قرار دیا تھا اسی کے ساتھ بیٹھ کر قطر میں معاہدہ کیا۔ گویا حماس کو انہوں نے فریق تسلیم کیا اور یہ ان کی بہت بڑی شکست ہے۔**

رضاء الحق: معاہدہ میں جو شرائط طے ہوئی تھیں ان میں یہ بھی شامل تھا کہ غزہ میں بجلی، گیس اور موبائل گھروں کے انفراسٹرکچر کو دوبارہ تعمیر کرنے والی بھاری مشینری کو اسرائیل نہیں روکے گا مگر اس پر بھی اسرائیل نے پابندی لگا دی ہے۔ اس کے علاوہ طے ہوا تھا کہ 700 میٹر کے بفرزون میں کسی پر فائرنگ نہیں کی جائے گی مگر وہاں بھی اسرائیل نے فائرنگ کر کے لوگوں کو شہید کیا۔

سوال: اگر غزہ کے حوالے سے ٹرمپ کا منصوبہ آگے بڑھتا ہے تو پاکستان پر بھی اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے پریشر آئے گا۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو ہماری حکمت عملی کیا ہوگی؟

بریگیڈیئر رفعت اللہ: اگر تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو سب سے پہلے مصر نے 1978ء میں کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کے بعد اسرائیل کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد اُردن نے 1994ء میں تسلیم کر لیا اور معاہدہ میں صرف تجارت ہی شامل نہ تھی بلکہ ایک دوسرے کی سکیورٹی میں مدد بھی شامل تھی۔ اس کے بعد 2020ء میں ابراہیم اکارڈ کی وجہ سے متحدہ عرب امارات، بحرین، مراکش، سوڈان سمیت کئی چھوٹے چھوٹے ممالک نے بھی اسرائیل کو تسلیم کر لیا۔ سب سے بڑھ کر سعودی عرب کا انتظار تھا کہ وہ کب اسرائیل کو تسلیم کرتا ہے۔ پھر انڈیا مڈل ایسٹ یورپ اکنامک کوریڈور (IMEC) کا منصوبہ بنایا گیا جس کے ذریعے ایک طرف ایران اور چین کا گھیراؤ مقصود تھا اور دوسری طرف سعودی عرب کو بھی ملوث کرنا مقصد تھا۔ مگر 7 اکتوبر 2023ء کے حماس کے حملہ نے ابراہیم اکارڈ کو ریورس گیئر میں ڈال دیا۔ اب دوبارہ اگر یہ منصوبے شروع ہوتے ہیں تو پاکستان پر بھی پریشر آئے گا۔ اگر انڈیا مڈل ایسٹ یورپ اکنامک کوریڈور بنتا ہے اور غزہ کو خالی کروا کر وہاں اسرائیل کا تیسرا اہم ترین پورٹ بنتا ہے تو اس کو ایشیا، یورپ اور افریقہ کے درمیان ایک تجارتی مرکز کی حیثیت حاصل ہو جائے گی اور عرب ممالک سے تیل اور گیس کی تجارت بھی بحیرہ روم کے ذریعے یورپ اور امریکہ سے ہوتی ہے۔ اب اگر عرب ممالک کی کانفرنس میں عرب ممالک کوئی جاندار موقف اختیار کرتے ہیں تو شاید غزہ کو خالی کرنے کے حوالے سے امریکی منصوبے میں رکاوٹ آ جائے۔ عربوں میں عرب نیشنل ازم بھی دوبارہ اُبھر رہا ہے۔ لہٰذا ان کے حکمرانوں کو معلوم ہے کہ اگر وہ اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں تو عرب سپرنگ دوبارہ اُبھرے گی۔ دوسرا یہ کہ سعودی عرب کو عالم اسلام کے لیڈر کی حیثیت حاصل ہے اگر وہ اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تو تنہا رہ جائے گا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں تو ایران کو خطہ میں مقبولیت حاصل ہو جائے گی۔ ان وجوہات کی بناء پر فی الوقت عرب ممالک کا اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہونا ممکن نہیں ہے اور اس صورت میں پاکستان پر براہ راست پریشر نہیں آئے گا۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے۔

سوال: ٹرمپ کے امریکی صدر بنتے ہی نریندر مودی نے بھی امریکہ کا دورہ کیا ہے اور ایک مشترکہ بیان جاری کیا ہے کہ پاکستان اس بات کو یقینی بنائے کہ سرحد پار سے کوئی دہشت گردی نہیں ہوگی۔ یہ بیان موجودہ حالات میں کیا معنی رکھتا ہے؟

رضاء الحق: انڈیا کے اپنے پریس کے مطابق نریندر مودی نے انڈیا کو امریکہ کے ہاتھوں بیچ دیا ہے۔ امریکہ کے ساتھ اس کے جو معاہدے ہیں اُن کے تحت فائدہ صرف امریکہ کو ہوا ہے جبکہ انڈیا کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ نریندر مودی نے امریکہ جا کر پاکستان کے خلاف وہی پرانے اور گھسے پٹے الزامات لگائے ہیں جن میں 2006ء کے ممبئی حملوں، جیش محمد، لشکر طیبہ اور دراندازی وغیرہ کا ذکر ہے جن کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ انڈیا کے ساتھ امریکی معاہدوں کا ایک مقصد چین کا گھیراؤ اور پاکستان پر پریشر بڑھانا بھی ہے لیکن ٹرمپ زیادہ توجہ مڈل ایسٹ پر دے گا۔ پاکستان اس وقت معاشی، سیاسی اور عسکری طور پر امریکہ کا غلام بن چکا ہے لہٰذا امریکی پریشر کو برداشت کرنا پاکستان کے لیے مشکل ہوگا۔ لیکن اگر احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو اسی خطہ سے اسلامی لشکر جا کر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیں گے۔ یہ چیزیں صہیونیوں کو معلوم ہیں شاید اسی لیے وہ پاکستان کو اپنے لیے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں جیسا کہ 1967ء کی جنگ کے بعد بن گوریان نے پاکستان کو عربوں سے زیادہ بڑا خطرہ قرار دیا تھا۔ نیتن یاہو بھی اپنے ایک انٹرویو میں اس خواہش کا اظہار کر چکا ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام رول بیک ہونا چاہیے۔ اگر یہاں اسلامی حکومت آجاتی ہے تو ہماری میزائل اور ایٹمی ٹیکنالوجی کا درست استعمال ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اسرائیل کے لیے ایک دھمکی بھی کافی ہوگی۔

سوال: پاکستان کے پاس اٹامک اور میزائل ٹیکنالوجی ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ اس وجہ سے پاکستان پر براہ راست پریشر نہیں آئے گا؟

رضاء الحق: پریشر تو پہلے بھی آ چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا۔ ڈاکٹر نسیم اشرف جو کہ PCB کے چیئرمین بھی رہے ہیں، انہوں نے گزشتہ دنوں کہا تھا کہ پاکستان تو مشرف دور سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کو تیار تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے حوالے سے بھی غلط بیانی کی کہ ڈاکٹر صاحب اسرائیل سے مذاکرات کے حق میں تھے۔ حالانکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اس طرح کا کوئی بیان نہیں دیا۔ ان کا صرف ایک ہی موقف تھا کہ فلسطین پر صرف فلسطینیوں کا حق ہے اور صہیونیوں کا وہاں ریاست قائم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بہرحال اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے پاکستان پر مستقبل میں بھی پریشر آئے گا کیونکہ پاکستان پہلے تو سعودی عرب کا صرف تیل کے حوالے سے محتاج تھا مگر امداد کے لحاظ سے بھی محتاج ہے۔ اگر سعودی عرب اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہوگا تو پاکستان کے لیے مجبوری بن جائے گی۔

سوال: اسرائیل، امریکہ اور ان کے حواریوں نے 90 فیصد غزہ کو ملیامیٹ کر دیا ہے، بچوں اور عورتوں سمیت 50 ہزار مسلمانوں کو شہید کیا اور اس کے بعد غزہ کو خالی کرنے کا نیا منصوبہ سامنے آرہا ہے۔ ان حالات میں اسلامی ممالک اور OIC کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: صہیونیوں کا اصل منصوبہ گریٹر اسرائیل اور عالمی دجالی نظام ہے۔ اس کا اظہار ان کے بیانات سے بھی ہوتا ہے اور ان کے جھنڈے اور ترانوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس میں وہ شام، لبنان، اردن، عراق کو بھی شامل کرتے ہیں، مصر کے کچھ علاقوں کو بھی اور نعوذ باللہ مکہ مکرمہ اور مدینہ شریف سمیت سعودی عرب کے کچھ علاقوں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے عرب ممالک اس کے باوجود بھی غفلت کا شکار ہیں۔ ان سارے خطرات سے نمٹنے کے لیے عالم اسلام پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ ایک امت کی شکل اختیار کرے اور اپنے اس فریضہ کو ادا کرنے کی کوشش کرے جس کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے:

اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں (البقرہ:143)

دوسری جگہ فرمایا:

(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران:110)

اب اُمت کو یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ ایک ایک کر کے مرنے کی بجائے متحد ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ OIC، عرب لیگ، یہ سارے مل بیٹھ کر اپنا پلان بنائیں۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

سرجھکا کر بزدلی کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے جرأت مندی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

اُمت کے پاس جہاد اور اتحاد کا راستہ ہے، ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرے اور اپنے منصوبے بنائے۔

سوال: مسلم اُمہ کو آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے کیا اقدامات کرنے ہوں گے؟

بریگیڈیئر رفعت اللہ: اس وقت حقیقت میں تو امت مسلمہ وجود نہیں رکھتی، ہم مختلف ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ آئندہ کچھ دنوں میں GCC کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس میں معلوم ہو جائے گا کہ مسلم ممالک کیا مؤقف اپناتے ہیں۔ اگر مسلم ممالک ایک ایجنڈے اور ایک سلوگن کو اختیار کریں تو یہ ایک ایسا اتحاد بنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو گریٹر اسرائیل کو بننے سے روک سکتا ہے۔

سوال: آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے حوالے سے اُمت مسلمہ کو کیا کرنا چاہیے؟

رضاء الحق: سب سے پہلے تو مسلم ممالک کو ان خطرات کا ادراک ہونا چاہیے جو ان کے سروں پر کھڑے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف عرب ممالک کی سلامتی داؤ پر لگی ہے بلکہ ان کا اقتدار بھی خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ (2)۔ مسلم ممالک اپنا ایک موقف رکھیں کہ فلسطین صرف فلسطینیوں کا ہے، صہیونیوں کو اس پر ناجائز قبضہ کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ (3)۔ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے، بہترین میزائل ٹیکنالوجی کا حامل ہے، افغانستان کے پاس بہترین اور تربیت یافتہ جنگجو ہیں، ترکی کے پاس بہترین ٹیکنالوجی ہے، ملائشیا اقتصادی میدان میں بہتر ہے، اسی طرح ایران اور جی سی سی کے ممالک بھی اپنی اہمیت رکھتے ہیں یہ سب ایک ایجنڈے پر متحد ہو جائیں تو ایک طاقت بن سکتے ہیں اور فلسطین کے حوالے سے اپنا غیر متزلزل اور مستحکم موقف اختیار کریں کہ امریکہ کا فلسطین میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہے اور ارضِ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی تولیت کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1. ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: معاون برائے سیاسی امور امیر جماعت اسلامی پاکستان
2. بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ: دفاعی تجزیہ نگار
3. رضاء الحق: مرکزی ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد: نائب مرکزی ناظم شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- امریکی کانگریس کے رکن آل گرین نے کہا ہے کہ اگر ٹرمپ نے غزہ سے متعلق منصوبہ نافذ کیا تو اُس کے خلاف مواخذے کی کارروائی شروع ہوگی۔
- حماس کے رہنما طاہر النونو نے ایک انٹرویو میں واضح کیا ہے کہ قابض ریاست کو فوری طور پر عارضی مکانات، خیمے، ایندھن اور ملبہ ہٹانے کے لیے ضروری ساز و سامان کی غزہ میں ترسیل یقینی بنانا ہوگی تاکہ شہریوں کی زندگی بحال ہو سکے۔ جب تک قابض ریاست اپنے وعدوں کو پورا کرتی رہے گی، حماس بھی اپنے معاہدے پر کاربند رہے گی۔ حماس جنگ بندی معاہدہ کے نفاذ کی خواہاں ہے اور چاہتی ہے کہ قابض ریاست تمام وعدے بغیر کسی کمی کے پورا کرے۔
- ترکیہ میں مغربی فوڈ چینز ''کے ایف سی'' اور ''پیزا ہٹ'' کے بائیکاٹ سے فوڈ چینز کو 7.7 ارب ترکش لیرا (214 ملین ڈالر) کا نقصان ہوا۔ ''کے ایف سی'' اور ''پیزا ہٹ'' کی 537 برانچز انتظامیہ کو بند کرنا پڑ گئیں۔
- اسرائیلی وزیر خزانہ بیزلیل سموتریچ نے اپنی نسل پرستانہ اور جارحانہ پالیسیوں کا ایک بار پھر اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ہمارا 2025ء کا ہدف ہے کہ مغربی کنارے میں فلسطینیوں کے زیادہ سے زیادہ مکانات کو منہدم کیا جائے۔'' یہ بیان بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی اور فلسطینی عوام کے خلاف جاری نسل کشی اور جبری بے دخلی کی پالیسیوں کا بھی واضح ثبوت ہے۔
- ایک اسرائیلی عدالت نے 15 سالہ فلسطینی بچے محمد زلبانی کو 18 سال قید کی ظالمانہ سزا سنادی ہے۔ محمد زلبانی کو 13 سال کی عمر میں قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ اسرائیلی فوجی عدالتی نظام کی ایک اور بہیمانہ مثال ہے۔
- تحریک مزاحمت نے دنیا بھر کے عوام، عرب ممالک اور تمام اُمتِ مسلمہ اور دنیا بھر کے باضمیر افراد سے اپیل کی ہے کہ وہ ہر شہر اور ہر میدان میں بڑے پیمانے پر یکجہتی ریلیوں اور سرگرمیوں میں شرکت کریں، تاکہ فلسطینی عوام کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے منصوبوں کی بھرپور مذمت اور مخالفت کی جا سکے۔
- وزارت صحت فلسطین کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے جاری اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں شہداء کی تعداد 48291 اور زخمیوں کی تعداد 111722 تک پہنچ چکی ہے۔ جنگ بندی کے باوجود ملبے تلے دبے شہداء کی برآمدگی اور طبی سہولیات تک رسائی میں مسلسل رکاوٹیں ڈال کر قابض قوتیں انسانی بحران کو مزید سنگین بنا رہی ہیں۔
- رفح کے مشرق میں ایک ڈرون حملے میں پولیس کے اُن اہلکاروں کو نشانہ بنایا گیا جو امدادی سامان کے داخلے کو یقینی بنانے پر مامور تھے۔ اس وحشیانہ حملے کے نتیجے میں تین اہلکار شہید ہو گئے، جو جنگ بندی معاہدہ کی سنگین خلاف ورزی ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **برطانیہ: قرآن پاک کی بے حرمتی کی کوشش ناکام:** لندن میں ترک قونصل خانے کے سامنے قرآن پاک کی بے حرمتی کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ عینی شاہد کے مطابق ملعون نے روکنے والے شخص کو چاقو مار کر زخمی کر دیا جس سے اُس کی انگلی کٹ گئی۔ ملعون کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔
- **بھارت: انتہا پسند ہندوؤں نے درگاہ حاجی ملنگ پر زعفرانی پرچم لہرا دیے:** بی جے پی کے زیر اقتدار ریاست مہاراشٹرا میں ہندو انتہا پسندوں نے حاجی ملنگ درگاہ پر زعفرانی پرچم لہرا کر ہندوتوا کے نعرے لگائے۔ ہندو انتہا پسندوں کا کہنا ہے کہ یہ جگہ دراصل ایک مندر ہے اور ہم اپنا ورثہ واپس لینا چاہتے ہیں۔ درگاہ کمیٹی نے واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کی کارروائیاں ناقابل قبول ہیں۔
- **سعودی عرب: غزہ کے لیے نیا پلان:** سابق انٹیلی جنس چیف شہزادہ ترکی الفیصل نے غزہ کے لیے صدر ٹرمپ کی تجویز مسترد کرتے ہوئے نیا پلان دیتے ہوئے کہا ہے کہ غزہ کے لیے ٹرمپ کی تجویز ناقابل عمل ہے بلکہ واشنگٹن کو غزہ کی بحالی کے لیے مدد کرنی چاہیے تاکہ وہاں کے لوگ اپنی سرزمین پر رہیں۔ ہمارے پاس عرب اُمن پلان ہے جو مکمل اور متبادل ہے۔
- **ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل: نئی فوجی تقرریاں:** اسرائیلی کابینہ نے میجر جنرل ایال ضمیر کو اسرائیلی ڈیفنس فورس کا چیف آف سٹاف مقرر کرنے اور میجر جنرل تامیر یدائی کو نئے آرمی چیف کا نائب مقرر کرنے کی حتمی منظوری دے دی ہے۔ ایال ضمیر 5 مارچ کو اسرائیلی فوج کے 24ویں سربراہ کی حیثیت سے کمان سنبھالیں گے۔
- **امریکہ سے 2 ہزار ٹن وزنی بموں کی کھیپ پہنچ گئی:** اسرائیلی وزارت دفاع کے مطابق اشدود پورٹ پر ایک جہاز سے دو ہزار پاؤنڈ وزنی بموں کی بڑی تعداد اُتار کر ٹرکوں پر لوڈ کر کے ایک اسرائیلی ایئر بیس کو روانہ کر دی گئی ہے۔ اکتوبر 2023ء سے اب تک 76000 ٹن سے زائد فوجی ساز و سامان اسرائیل پہنچ چکا ہے، جس میں سے زیادہ تر سامان امریکہ سے آیا ہے۔
- **روس: قیدیوں کی رہائی پر حماس کا شکریہ:** ترجمان کریملن دمتری پسکوف نے کہا ہے کہ ہم حماس کے ممنون ہیں کہ انہوں نے روسی نژاد اسرائیلی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ ہم ان رہائیوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔
- **افغانستان: قندھار تا ہرات ریلوے لائن کا سروے شروع:** افغان ریلوے کے سربراہ مولوی محمد اسحاق صاحبزادہ اور قندھار کے محکمہ رفاہ عامہ کے سربراہ ملا عزیز الرحمٰن نے قندھار کے گورنر حاجی ملا سے ملاقات میں بتایا کہ 737 کلومیٹر طویل قندھار، ہرات ریلوے لائن کے سروے اور ڈیزائن کا کام شروع ہو رہا ہے اور اس روٹ کے سروے اور ڈیزائن کا ٹھیکہ کئی کمپنیوں کو دیا گیا ہے، تاکہ مختصر وقت میں تعمیراتی کام شروع کیا جا سکے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

کیا جدید تعلیم واقعی خواتین کو بااختیار بنا رہی ہے؟

یہ تحریر ندائے خلافت کے شمارہ 03، 2025ء میں "Is Modern Education Truly Empowering'Women" کے عنوان سے شائع ہونے والے انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ ہے۔(ادارہ)

انگریزی مضمون کی مصنفہ کا تعارف: مقدس گھمن صاحبہ، ایک روایتی مسلم گھریلو خاتون اور ندائے خلافت کی باقاعدہ لکھاری ہیں۔ وہ گھریلو تعلیم (ہوم اسکولنگ) کے مختلف منصوبوں میں بھی سرگرم عمل ہیں۔

کسی بھی معاشرے کا تعلیمی نظام اس کی سماجی بنیادوں میں گہرائی سے جڑا ہوتا ہے۔ تعلیم ایک ذریعے کے طور پر کام کرتی ہے اور جب کسی معاشرے کے اہداف واضح ہوتے ہیں تو وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تعلیمی نظام کو تشکیل دے سکتا ہے۔ تاہم، جب سماجی مقاصد غیر واضح ہوں، تو ریاستی اشرافیہ عام طور پر حکمرانی اور فکری مکالمے دونوں پر قابض ہو جاتی ہے اور تعلیمی نظام کو اپنے مفادات کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔

موجودہ عالمی نظام کا مقصد کیا ہے؟ یہ ''سرمایہ داری'' ہے، اور اسی کے نتیجے میں ''مادیت پسندی'' فروغ پاتی ہے۔ یہ نظام ملک میں ایسا تعلیمی ماڈل مسلط کرتا ہے جو افراد کو سرمایہ دارانہ اور مادہ پرست انسان میں ڈھال دیتا ہے۔ Adam Smith، جو سرمایہ داری کی اصطلاح کے بانی سمجھے جاتے ہیں، نے یہ مؤقف پیش کیا کہ جب افراد اپنے مفاد میں سرمایہ پیدا کرنے کے لیے کام کرتے ہیں تو پورا معاشرہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، معاشرتی فلاح و بہبود صرف دولت کے حصول اور مادی فوائد سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً، ایک ایسے نظام میں جہاں مادیت کا غلبہ ہو، جو شخص سرمایہ پیدا کرنے میں معاون نہ ہو، اُسے غیر پیداواری حتیٰ کہ غیر ضروری سمجھا جاتا ہے۔

اسی سرمایہ دارانہ نقطۂ نظر کے تحت، وہ خواتین جو گھریلو زندگی کو ترجیح دیتی ہیں، اکثر ''معاشرے کے لیے غیر مفید'' تصور کی جاتی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے، جہاں اسلامی نقطۂ نظر (دین) اپنے حریف نظریات سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔ اسلام میں کسی عورت کی قدر کا تعین اس بات سے نہیں ہوتا کہ وہ کتنا سرمایہ پیدا کر سکتی ہے، بلکہ اس کے برعکس، اس کا بطور ماں اور گھر سنوارنے والی کا کردار معاشرتی بھلائی کے لیے اتنا ہی اہم سمجھا جاتا ہے جتنا کہ کسی مرد کا معاشی کفالت کرنا۔ ایک عورت جو اپنی اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے، وہ معاشرے کے اخلاقی اور سماجی ڈھانچے میں انتہائی قیمتی حصہ ڈالتی ہے، اور اس کا یہ کردار کسی بھی معاشی سرگرمی سے کم اہمیت کا حامل نہیں۔ بدقسمتی سے، صنعتی ترقی اور سرمایہ داری کے پھیلاؤ نے ان سماجی و اخلاقی اقدار کی اہمیت کو کم کر دیا ہے، اور مادہ پرستی کو اولین حیثیت دے دی ہے۔ اب اولاد کی صحت مند اور بااخلاق تربیت کو بے وقعت تصور کیا جانے لگا ہے، اور آئندہ نسلوں میں اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کرنے کے عمل کو مادی کامیابیوں کے مقابلے میں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جو یہ واضح کرتی ہے کہ امارتِ اسلامیہ افغانستان میں مردوں اور عورتوں کے لیے تعلیم کے اصول مختلف کیوں ہیں، کیونکہ وہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو سرمایہ دارانہ مفادات کے بجائے اسلامی اصولوں کی رہنمائی میں چل رہا ہے۔ موجودہ دور میں عالمی ثقافت تمام معاشروں پر بے پناہ دباؤ ڈالتی ہے کہ وہ اس کے طے کردہ معیارات کے مطابق خود کو ڈھالیں، جس سے اقوام کے لیے اپنے مخصوص اقدار اور تعلیمی نظام کو مرتب کرنا مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ خصوصاً افغانستان کو خواتین کی تعلیم سے متعلق پالیسیوں پر شدید تنقید کا سامنا ہے۔

آج کی جدید تعلیم کو ورلڈ بینک جیسے ادارے ''انسانی سرمائے کی ترقی کے لیے اہم سرمایہ کاری'' قرار دیتے ہیں، اور او ای سی ڈی (OECD) جیسے ادارے اسے ''زیادہ پیداواری صلاحیت اور اقتصادی ترقی کے حصول کا ذریعہ'' سمجھتے ہیں۔ تاہم، یہ تمام تصورات سرمایہ دارانہ نظریات سے جڑے ہوئے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ افغانستان، جو سرمایہ دارانہ معاشروں سے بالکل مختلف اقدار، اخلاقیات اور عقائد رکھتا ہے، کیوں ایسے تعلیمی نظام کو اپنائے جو سرمایہ دارانہ مقاصد کی تکمیل کے لیے بنایا گیا ہے؟

تعلیمی نظام میں اصلاح کی ضرورت صرف افغانستان تک محدود نہیں بلکہ ہر مسلم معاشرے کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ایسا تعلیمی نظام تشکیل دیا جائے جو اسلامی سماجی کرداروں اور اقدار سے ہم آہنگ ہو۔ اسلام میں مرد کو اپنے خاندان کا سرپرست اور عورت کو شوہر کے گھر اور بچوں کی نگہداشت کرنے والی قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔(بخاری)

ذمہ داریوں کی یہ تقسیم معاشرے میں عورت کے کردار کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے، جو آنے والی نسلوں کے اخلاقی اور روحانی کردار کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ عورت کا کردار صرف ایک ماں، بیوی، بہن یا بیٹی کا ہی نہیں، بلکہ ماں اور بیوی ایسی نسل کی پرورش کرتی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے افراد، دیانتدار تاجر، منصف مزاج قاضی، اہل قیادت، اور بہادر مجاہدین بن سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مہارت، عزم، اور وقت درکار ہوتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ تعلیمی نظام خواتین کو ان اہم کرداروں کے لیے تیار کرتا ہے؟

اس کا جواب واضح طور پر ''نہیں'' ہے۔

لہٰذا، یہ ناگزیر ہے کہ ایک ایسا اسلامی تعلیمی نظام قائم کیا جائے جو مردوں اور عورتوں دونوں کی ان کے معاشرتی کرداروں کے مطابق تربیت کرے۔ یہ نظام مادہ پرستی کے محدود نقطۂ نظر سے ہٹ کر جامع اور اقدار پر مبنی تعلیم کو فروغ دے، جو ہر جنس کے مخصوص اسلامی تقاضوں اور ذمہ داریوں کے عین مطابق ہو۔

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر ایک فیملی کو اپنی دو نیک سیرت، خوش اخلاق، سلیقہ شعار اور تعلیم یافتہ بیٹیوں، عمر 26 سال، تعلیم بی ایس سی و قرآن فہمی کورس، اور عمر 43 سال تعلیم ماسٹرز اسلامک سٹڈیز و قرآن فہمی کورس، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے کراچی میں مقیم نیک دیندار، تعلیم یافتہ، برسرِ روزگار لڑکوں کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-3251060

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہٰذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہماری رائے یہ ہے کہ آئین پاکستان میں یہ خلا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت صرف قرآن وسُنّت کے صریح احکام کی موجودگی میں کسی معاملے کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے حوالے سے فیصلہ کرے۔ مآخذِ شریعت میں کتاب وسُنّت کے بعد اجماع اور قیاس کا درجہ بھی آتا ہے۔ کئی احکام شرعی اجماع کے ذریعے اخذ کیے گئے ہیں' اسی طرح کئی احکام شرعی اجتہاد یعنی قیاس کے ذریعے بھی اخذ کیے جاتے ہیں' جس پر تقریباً تمام اُمت متفق ہے۔ اگر اُمت کے کسی گروہ کا اس پر اختلاف بھی ہو تو کم از کم یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تمام مقلدین اور جمہور اُمت اس پر متفق ہے۔ لہٰذا کسی قانون کے مطابق یا مخالف اسلام ہونے کی پرکھ کے حوالے سے ہمیں آئین پاکستان میں اجماع اور قیاس کا بھی ذکر کتاب وسُنّت کے بعد کرنا چاہیے۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1035 دن گزر چکے!

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دو کتابچے ---- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک

قیمت: -/100 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کی روشنی میں

② عظمتِ صوم

قیمت: -/30 روپے

رفقاء واحباب متوجہ ہوں

شائقین علوم قرآنی کے لیے خوش خبری

نزول قرآن کے ماہ رمضان المبارک کی برکات سے استفادہ
اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کے لیے
رمضان المبارک 1446ھ، بمطابق مارچ 2025ء میں
مسجد دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں

● مکمل رمضان المبارک دورۂ ترجمہ قرآن کے ساتھ

اور

● آخری عشرہ میں اعتکاف کے لیے

قیام وطعام کا اہتمام کیا گیا ہے۔
جگہ محدود ہونے کے باعث پہلے آیئے، پہلے پایئے کی بنیاد پر
اپنے متعلقہ امیر حلقہ کی وساطت سے بذریعہ نظم اپنا نام رجسٹر کرایئے

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ حلقہ سکھر، صادق آباد جنوبی کے مبتدی رفیق جناب شکیل نثار وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0301-8727028

☆ حلقہ حیدر آباد کے ناظم نشر واشاعت جناب عبدالرحیم بیگ مرزا کی ہمشیرہ انتقال فرما گئیں۔ برائے تعزیت: 0345-3537157

☆ حلقہ کراچی شمالی، اورنگی ٹاؤن تنظیم کے رفیق جناب فراز ممتاز کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0322-5036769

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور غربی کے ملتزم رفیق جناب مسعود جاوید میر کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0323-9511145

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ملتان کینٹ کے رفیق جناب ناصر جاوید کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0300-6307273

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ملتان کینٹ کے رفیق جناب رانا عبدالجبار کے بہنوئی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0300-6389231

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ملتان شہر نقیب جناب حذیفہ احمد سیال کے نانا وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0305-7827252

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ملتان شہر کے ملتزم رفیق جناب ڈاکٹر معاذ احمد کے نانا وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0314-9988637

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے رفیق جناب امجد علی کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0336-5435115

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The rationale of Fasting

Ayat 183 of Surah Al-Baqarah, which was revealed during the month of Shaban in 2 Hijri, states:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾

"O you who have believed, decreed upon you is fasting as it was decreed upon those before you that you may acquire self-restraint and remain conscious of Allah." **(Surah Al-Baqarah: *183*)**

Hence, fasting is not a 'new decree' from Allah *(SWT)* but just like prayer (salat), fasting was ordained as an obligation on nations before. Why was fasting made obligatory? The reason stated is that so that you may attain *Taqwa* (righteousness). The simplest meaning of *Taqwa* is to avoid sinful activities and prohibited actions. This is meant to train those who have faith to keep their strong *'Nafs'* (ego) in check and to coach them to control themselves. The Quran has mentioned three types of the *'Nafs'* (ego): **(1)** *Nasf-e-Ammarah* (Surah Yusuf: 53), the kind that pushes humans towards doing sinful actions and entreats him to do evil. **(2)** *Nafs-e-Lawwamah* (Surah Al-Qiyamah: 2), the one that reprimands him (like conscience) after he has committed a sin and due to this those who have committed sins repent and ask for forgiveness. **(3)** Nafs-e-Mutmainnah (Surah Al-Fajr: 27). The kind of people who remain contented and gratified under all circumstances. Their *Nafs*, in other words, is in their control. This is the inner voice of the conscience of the believers. They remain content with the predestined, i.e., they are content with whatever Allah *(SWT)* is pleased with, in joy and in sorrow, in suffering, sickness and in poverty. These pious slaves of Allah *(SWT)* comprise Prophets *(AS)* and Messengers *(AS)* of Allah *(SWT)* and those on the righteous path (*Mutaqeen*) and their *Nafs* is in their control. These pious souls stay away from sins due to the fear of Allah *(SWT)* and that is called *Taqwa*. It is stated in verse 46 of Surah Ar-Rahman:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۝﴾

"But for he who has feared the position of his Lord or feared standing before Him are two gardens"

(Surah Ar-Rahman:*46*)

It is mentioned in verse 2 of Surah Al-Baqarah, "هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ", meaning "a guidance for those who fear Allah" **(Surah Al-Baqarah: 2)**. In other words, guidance is for those who make the effort to please Allah *(SWT)*. They strive to get the 'attention' of Allah *(SWT)* and for that to happen it is imperative that he ought to focus less on worldly gains and focus more on pleasing Allah *(SWT)*. How true is the saying, "If Allah's decree is to 'give up' (something) and it is easy (for the person) to give that up then it is a sign of the love for Allah, but if it is difficult (for the person) to give that up then it is a sign of love for the world."

The same Lord of the Worlds – Allah *(SWT)* has prescribed fasting for us. So that a believer might bear and endure hunger and thirst, and avoid the urges of carnal desires and exaggerated animal instincts as well as all those actions prohibited by Allah *(SWT)*. So that by fasting a strong force of self-restraint and willpower may be created in us and we may remain steadfast on 'Taqwa' (the fear of Allah *(SWT)* and be righteous. Therefore, fasting is not a training for one day or a month but encompasses the entire life. So that we could mould our habits into that required by Allah *(SWT)*. Therefore, in the *Shariah* of Prophet Muhammad *(SAAW)*, the meaning of *'Sawm'* (fasting) is to 'stop or halt' – i.e., not making the *'Nafs'* a slave of worldly desires and exaggerated animal instincts, but making the latter subservient to the former. Iqbal has said very aptly:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

A heathen gets distinct by getting lost in life and cosmos

Whereas a true Muslim keeps above its brawl and strife (i.e. physical cosmos is submerged in the vast expanse of his selfhood)

Ref: An excerpt from the Translation of the Booklet "روزے کی عظمت" by Shahnaz Ikram. ["The Spiritual Excellence of Ramadan"].

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.8

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH
SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین

کھانسی کا شربت

شوگر فری

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA